188604.

UNIVERSAL LIBRARY
OU_188804
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٩٢٢٫٩٦١ Accession No. ١٣٥٢١ 13521

Author سید عبدالحی ناظم

Title ہمارے رسول

This book should be returned on or before the date last marked below.

ہمارے رسول

از

خواجہ محمد عبدالحی صاحب فاروقی

مکتبہ جامعہ
دہلی ۔ نئی دہلی ۔ لاہور ۔ لکھنؤ

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۱	پیدائش	۵	۱۷	وہ نبی	۳۶
۲	تجارت	۶	۱۸	اسلام کا مرکز	۳۸
۳	امن کی کوشش	۹	۱۹	صہیب رومی	۳۹
۴	پہلا الہام	۱۲	۲۰	ام سلمی	۴۰
۵	پہلے مسلمان	۱۵	۲۱	قتل کا مشورہ	۴۱
۶	پہاڑی کا وعظ	۱۶	۲۲	رسول کی ہجرت	۴۳
۷	وعظ کی باتیں	۱۸	۲۳	بھائی چارہ	۴۵
۸	قریش کی دشمنی	۱۸	۲۴	امن کی پہلی کوشش	۴۶
۹	آپ کے دوست	۲۰	۲۵	مکہ اور مدینہ	۴۷
۱۰	حبشہ کی ہجرت	۲۳	۲۶	بدر کی لڑائی	۴۸
۱۱	لالچ اور خوف	۲۶	۲۷	اذان	۵۰
۱۲	حمزہ اور عمر	۲۹	۲۸	احد کی لڑائی	۵۱
۱۳	برادری سے خارج	۳۰	۲۹	صحابہ کی جاں نثاری	۵۳
۱۴	طائف کا سفر	۳۳	۳۰	حضرت خبیب	۵۵
۱۵	معراج	۳۴	۳۱	یہودیوں کی پہلی شرارت	۵۷
۱۶	طفیل بن عمرو دوسی	۳۵	۳۲	دوسری شرارت	۵۸

۳۳	شراب حرام ہوگئی	۶۰
۳۴	خندق کی جنگ	۶۱
۳۵	بنو قریظہ کا انجام	۶۲
۳۶	حدیبیہ کی صلح	۶۳
۳۷	یہودیوں کی آخری شرارت	۶۷
۳۸	بادشاہوں کے نام خط	۶۸
۳۹	موتہ کی لڑائی	۶۹
۴۰	مکہ کی فتح	۷۰
۴۱	حنین کی لڑائی	۷۳
۴۲	رسول کی محبت	۷۶
۴۳	حیرت انگیز ایثار	۷۷
۴۴	جنگ تبوک	۷۸
۴۵	حج کا حکم	۷۹
۴۶	حجۃ الوداع	۸۰
۴۷	وفات	۸۱
۴۸	مبارک صورت	۸۳
۴۹	باتیں	۸۴
۵۰	ہنسی	۸۵
۵۱	غذا	۸۵
۵۲	لباس	۸۶
۵۳	صفائی	۸۷
۵۴	دن رات کے کام	۸۸
۵۵	میل ملاقات	۸۹
۵۶	خاص خادم	۹۰
۵۷	عام عادت	۹۱

۵۸	کمزوروں کا خیال	۹۲
۵۹	رحم وکرم	۹۲
۶۰	صبر اور حلم	۹۴
۶۱	رحمت	۹۵
۶۲	وعظ ونصیحت	۹۸
۶۳	پندرہ باتیں	۹۹
۶۴	چند نصیحتیں	۱۰۰
۶۵	ماں باپ کی خدمت	۱۰۱
۶۶	پہلوان	۱۰۱
۶۷	حیوانوں سے ہمدردی	۱۰۲
۶۸	منافق کی نشانی	۱۰۲
۶۹	بہترین کام	۱۰۳
۷۰	جسمانی صحت	۱۰۴
۷۱	بیمار پرسی	۱۰۵
۷۲	نام	۱۰۶
۷۳	سلام	۱۰۶
۷۴	دوسروں کا کام	۱۰۸
۷۵	اپنا کام	۱۰۸
۷۶	حسنِ خلق	۱۰۹
۷۷	مردانہ ورزشیں	۱۱۱
۷۸	گھر کے اندر	۱۱۲
۷۹	بچوں کے ساتھ	۱۱۲
۸۰	نتیجہ	۱۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیدائش

ہمارے رسول کا نام محمد ہے، دوسرا نام احمد بھی ہے صلی اللہ علیہ وسلم، (اللہ اپنی رحمت اور سلامتی آپ پر اُتارے) آپ کے والد کا نام عبد اللہ، دادا کا عبد المطلب، اور والدہ کا آمنہ ہے۔

آپ ۹ ربیع الاول یعنی ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو پیر کے دن مکّہ میں پیدا ہوئے، گو عام طور پر مشہور یہی ہے کہ آپ کے پیدا ہونے کی تاریخ ۱۲ ربیع الاوّل ہے، آپ اپنے ماں باپ کے ایک ہی بیٹے تھے، پیدا ہونے سے پہلے آپ کے والد فوت ہو چکے تھے، دادا نے اس پیارے بچّے کو گود میں لیا بیت اللہ میں لے گئے، اور دعا مانگ کر واپس لائے، ساتویں دن عقیقہ کیا، اور تمام قوم کی دعوت کی، لوگوں نے بچّے کا نام پوچھا تو انھوں نے جواب دیا "محمد"

میں چاہتا ہوں کہ میرا بچہ تمام دنیا کی تعریف کا حق دار بن جائے۔

جب آپ آٹھ دن کے ہوئے تو عرب کی رسم کے مطابق حلیمہ سعدیہ دودھ پلانے کے واسطے آپ کو اپنے قبیلے میں لے گئیں، آپ چار برس تک اُن کے پاس رہے، وہاں اُن کے بچوں کے ساتھ اکثر بکریاں چرانے بھی جایا کرتے تھے، جب آپ کی عمر چھ سال کی ہوئی تو والدہ مرگئیں، دادا نے آپ کا بوجھ اُٹھالیا جب آٹھ برس کے ہوئے تو دادا فوت ہوگئے، اب آپ کے چچا ابوطالب نے آپ کی پرورش شروع کی، وہ آپ سے اس قدر محبّت کرتے تھے کہ اپنے بچوّں کی بھی پروانہ کرتے، سوتے تو آپ کو لے کر سوتے، اور باہر جاتے تو ساتھ لے کر باہر جاتے۔

تجارت

ہمارے رسول کو اپنے والد کی طرف سے کچھ بھی نہ ملا تھا، آپ اپنی کمائی سے کھاتے تھے، آپ کے چچا ابوطالب تاجر تھے، اکثر قریش تجارت ہی کیا کرتے تھے، اور بات بھی یہی ہے کہ انسان کے لئے سب سے اچھا شریفانہ

اور آزاد پیشہ بھی تجارت ہی ہے کہ کما کر خود کھائے اور دوسروں کی خدمت کرے، اس لئے جب ہمارے رسول جوان ہوئے تو آپ کو بھی تجارت کا خیال آیا۔

آپ اپنے چچا کے ساتھ کئی تجارتی سفر کر چکے تھے، اور آپ کو ہر قسم کا تجربہ ہو چکا تھا، لوگ عام طور پر آپ کو نفع میں شریک کرکے اپنا سرمایۂ تجارت کے لئے آپ کو دیا کرتے تھے، آپ کی امانت اور دیانت داری کی شہرت سب طرف ہو چکی تھی۔

مکّے میں ایک نہایت عقل مند اور مال دار بیوہ عورت تھیں، اُن کا نام خدیجہ تھا، اور اُن کے والد کا نام خویلد، یہ قریش کے سرداروں میں سے تھے، حضرت خدیجہ کی عادت تھی کہ وہ اپنی تجارت کا سامان کسی امانت دار شخص کے سپرد کرکے شام اور یمن بھیجا کرتی تھیں، انھوں نے لوگوں سے ہمارے رسول کی، امانت، دیانت داری اور خوش معاملگی کی بہت تعریف سُنی تھی، آپ سے درخواست کی کہ آپ میرے مال سے تجارت کریں

جس قدر بدلہ میں اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس سے دوگنا دوں گی آپ نے اس کو منظور فرمالیا، آپ اُن کا مال لے کر گئے، اور خوب نفع کما کر واپس لوٹے، اس سفر میں اُن کا غلام میسرہ بھی آپ کے ساتھ تھا، اُس نے سفر میں آپ کی جو خوبیاں اور بزرگیاں دیکھی تھیں، سب اُن سے ذکر کیا، ان باتوں کو سُن کر حضرت خدیجہ نے جن کی عمر اس وقت ۴۰ سال کی تھی. آپ سے نکاح کر لیا جب کہ آپ صرف ۲۵ سال کے نوجوان تھے، یہ آپ کے نکاح میں ۲۵ سال تک رہیں، اس درمیان میں آپ نے دوسرا نکاح نہیں کیا، اُن کے مرجانے کے بعد بھی آپ اکثر اُن کا ذکر اچھے الفاظ میں کرتے۔

تاجر کے لئے بڑی ضروری چیز یہ ہے کہ وہ اپنے وعدے کا پکا، اور معاملے کا صاف ہو، ہمارے رسول میں یہ سب باتیں موجود تھیں، ایک صحابی (ہمارے رسول کے دوست کو صحابی کہتے ہیں) ذکر کرتے ہیں کہ ابھی آپ رسول نہیں ہوئے تھے، اس وقت میں نے آپ سے ایک معاملہ کیا تھا، ابھی کچھ بات چیت باقی تھی، میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ پھر آؤں گا، اتفاق سے

تین دن تک مجھے یاد نہ آیا، تیسرے دن جب وہاں گیا تو آپ میرا انتظار فرما رہے تھے، آپ بالکل ناراض نہیں ہوئے، صرف اتنا فرمایا کہ تم نے مجھے تکلیف دی، میں تین دن سے اسی جگہ موجود ہوں۔"

سائب نام ایک صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، لوگوں نے اُن کی تعریف کی، آپ نے فرمایا: "میں اِن کو تم سے زیادہ جانتا ہوں" صحابی نے عرض کیا "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ تجارت میں میرے شریک تھے مگر آپ نے معاملہ ہمیشہ صاف رکھا۔"

بچو، تم بھی اپنے رسول کے پیچھے پیچھے چلو، وہ تاجر تھے، تم بھی تجارت کرو، وہ امانت دار، خوش معاملہ اور وعدے کے پکے تھے، تم بھی ایسے ہی بن جاؤ، تاکہ دوست دشمن تم پر بھروسہ کریں، اور تم کو سچّا جانیں۔

امن کی کوشش

ہمارے رسول دنیا کے لئے امن اور سلامتی کا پیغام لے کر آئے تھے آپ نے دیکھا کہ عرب میں لوگوں کو امن حاصل نہیں، راستے خطرناک ہیں،

مسافر لٹ رہے ہیں اور غریبوں پر ظلم ہوتا ہے، مکّے کے چند نوجوانوں نے ان خرابیوں کو دور کرنے کے لئے ایک انجمن بنائی تو آپ بھی اس میں شریک ہو گئے، اس انجمن کا نام حلف الفضول تھا، اس میں ان باتوں کا اقرار لیا جاتا تھا،

ہم ملک سے بدامنی کو دور کریں گے۔

مسافروں کی حفاظت کریں گے۔

غریبوں کی امداد کریں گے۔

عاجزوں پر ظلم نہ ہونے دیں گے۔

مکّے میں کسی ظالم کو نہیں رہنے دیں گے۔

آپ کے نیک کاموں کی اس قدر شہرت ہو گئی تھی کہ مکّے کا ہر شخص آپ کی دیانت، امانت، نیکیوں اور خوبیوں کی وجہ سے آپ کو سچّا اور امانت دار کہہ کر پکارتا تھا، جس نے ایک مرتبہ آپ سے معاملہ کر لیا، وہ تمام عمر آپ کی تعریف کرتا رہا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے خانہ کعبہ کی دیواریں پھٹ گئیں، قریش نے اُن کے

بنانے کا ارادہ کیا، اور اس کے لئے ہر قسم کا سامان جمع کر لیا، یہ اللہ کا گھر تھا، جس کی عزت سب کے دلوں میں تھی، اس لئے برکت حاصل کرنے کے واسطے ہر ایک قبیلے کو ایک ایک حصہ بنانے کے واسطے دے دیا گیا، مگر جس وقت سیاہ پتھر یعنی حجر اسود رکھنے کا وقت آیا تو ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ یہ برکت صرف اسی کے حصے میں آئے، یہ جھگڑا چار دن تک رہا، ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ خطرناک جنگ کے سوا اور کیا ہو سکتا تھا، پانچویں دن ایک بوڑھے قریشی نے سب کو اس بات پر راضی کر لیا کہ اب جو شخص سب سے پہلے اللہ کے گھر میں داخل ہو اسی کو پنچ مان لیا جائے۔

اللہ کی قدرت دیکھو کہ سب سے پہلے لوگوں کی نظریں جس پر پڑیں وہ خدا کے پیارے ہمارے رسول ہی کا مبارک چہرہ تھا، آپ کو دیکھتے ہی سب پکار اُٹھے "امانت دار آگیا، ہم سب اس کے فیصلے پر راضی ہیں"

آپ تو تمام انسانوں کے لئے رحمت بن کر آئے تھے، آپ نے پسند نہ کیا کہ یہ عزت اور برکت آپ ہی کو ملے، آپ نے فرمایا کہ جو قبیلے اس کا دعویٰ کرتے

ہیں سب کا ایک ایک سردار چن لیا جائے، آپ نے ایک چادر بچھائی، اُس پر پتھر رکھ دیا، پھر سرداروں سے کہا کہ چادر پکڑ کر اُٹھائیں، جب پتھر کو وہاں تک لے آئے، جہاں اُسے رکھنا تھا تو آپ نے اُسے اُٹھا کر کونے پر لگا دیا۔

پہلا الہام

مکّے سے تین میل کے فاصلے پر ایک غار ہے، اس کو غارِ حرا کہتے ہیں، یہ چار گز لمبا اور پونے دو گز چوڑا ہے۔

ہمارے رسول کے مزاج میں دن بدن لوگوں سے الگ رہنے کی عادت بڑھتی گئی، آپ اکثر پانی اور ستو لے کر اُس غار میں جا بیٹھتے، اللہ کی تعریف اور بزرگی بیان کرتے رہتے، اور جب تک آپ کا سامان ختم نہ ہو جاتا، گھر واپس نہ لوٹتے۔

اب آپ کو خواب نظر آنے لگے، اور خواب ایسے سچّے ہوتے تھے کہ جو کچھ رات کو دیکھتے، دن میں ویسا ہی ظاہر ہو جاتا۔

جب آپ کی عمر چالیس سال اور ایک دن کی ہوئی تو ۱۸ رمضان

کو جمعہ کی رات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس اللہ کا یہ پیغام لے کر آئے۔

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

پڑھ تو ساتھ نام اپنے رب کے ۔ جس نے پیدا کیا بنایا آدمی کو

مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ

گوشت کے لوتھڑے سے، تو پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے، جس نے

عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۗ

سکھلایا قلم سے ، سکھایا انسان کو جو وہ نہ جانتا تھا،

وہ رسول جو لکھنا پڑھنا نہ جانتے تھے، اللہ نے اُن کو ایسا پاک نام اور پاک کلام پڑھایا، جو سارے علموں کی کنجی ہے، پھر یہ دیکھو کہ جو کلام سب سے پہلے تمام جہانوں کے پالنے والے کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لئے اُترا، وہ بھی انسان کی ابتدائی حالت ہی سے شروع ہوتا ہے، اور تعلیم کی ضرورت ظاہر کرتا ہے۔

اس کے بعد حضرت جبرئیل ہمارے رسول کو پہاڑ کے دامن میں لے گئے، آپ کے سامنے خود وُضو کیا، پھر آپ نے وُضو کیا، اس کے بعد دونوں نے مل کر نماز پڑھی، نماز پڑھانے والے اللہ کے فرشتے تھے۔

اس نئے واقعے سے آپ ڈر گئے، اور فوراً گھر آکر لیٹ گئے، بیوی سے کہا مجھ پر کپڑا ڈال دو، تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا "میں ایسے واقعات دیکھتا ہوں جن سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہوگیا ہے" آپ کی نیک دل بی بی حضرت خدیجہ نے عرض کیا "آپ کو کس چیز کا ڈر ہے، اللہ آپ کو ہرگز ضائع نہ ہونے دے گا" اس لئے کہ:-

آپ نیکی کرتے ہیں۔

صدقہ اور خیرات دیتے ہیں۔

رانڈوں، یتیموں اور غریبوں کی امداد کرتے ہیں۔

مہمانوں کی خاطر کرتے ہیں۔

لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔

اور مصیبت زدوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔

اس گفتگو کے بعد وہ صرف اپنی تسلی کے لئے آپ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، اور اُن سے تمام قصّہ بیان کیا، انھوں نے سب باتوں کو سُن کر کہا یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام (ان پر اللہ کی سلامتی ہو) کے پاس آیا تھا، آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں، آپ کی قوم آپ کا انکار کرے گی، آپ کو تکلیفیں دے گی، اور آپ کو وطن سے نکال دے گی، اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور آپ کی مدد کروں گا۔

پہلے مسلمان

ہمارے رسول کا اب یہ کام تھا کہ اللہ کے حکم کو دوسروں تک پہنچائیں، چنانچہ اسی وقت آپ نے اپنا کام شروع کر دیا، آپ کا پیغام سنتے ہی جو لوگ سب سے پہلے آپ پر ایمان لے آئے، وہ یہ تھے۔

عورتوں میں سے آپ کی بی بی حضرت خدیجہ، بچّوں میں سے حضرت علی جن کی پرورش ہی آپ نے کی تھی، غلاموں میں سے حضرت زید اور بڑی

عمر والوں میں سے حضرت ابوبکر، آپ کے یارِ غار رضی اللہ عنہم (اللہ ان سب سے راضی ہو)

ان لوگوں کی کوشش سے اور بھی مسلمان ہوئے، مگر یہ سارا کام چھپ کر ہوتا تھا، کہ دشمنوں کو خبر نہ ہو، نماز کا وقت آتا تو ہمارے رسول کسی پہاڑ کی گھاٹی میں جاکر نماز ادا کرتے۔

پہاڑی کا وعظ

تین سال کے بعد اللہ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ آپ اپنے رشتہ داروں کو ڈرائیں، اس حکم کو سن کر آپ صفا کی پہاڑی پر چڑھ گئے، اور مکّے کے تمام لوگوں کو جمع کرکے فرمایا، "تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا" سب نے ایک آواز ہو کر جواب دیا کہ "ہم نے اب تک کوئی غلط بات آپ کے منہ سے نہیں سُنی، ہم یقین کرتے ہیں کہ آپ صادق اور امین ہیں" آپ نے یہ سن کر فرمایا "دیکھو میں اس پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوں، اور تم اس کے نیچے کھڑے ہو، میں پہاڑ کے اس طرف بھی دیکھ رہا ہوں اور اس طرف بھی، اگر میں یہ کہوں کہ ڈاکوؤں کی ایک جماعت

ہتھیار باندھے دور سے آتی دکھائی دے رہی ہے، جو تم پر حملہ کرلے گی تو کیا تم اس کا یقین کرلوگے، لوگوں نے کہا بے شک کیوں کہ ہمارے پاس آپ ایسے سچے آدمی کے جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں۔

آپ نے فرمایا" تم یقین کرلو کہ موت تمھارے سر پہ آرہی ہے، اور تمھیں ایک نہ ایک روز اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے، اگر تم ایمان نہ لاؤگے تو تم پر سخت عذاب نازل ہوگا، یہ سن کر لوگ ناراض ہوکر چلے گئے، ان جانے والوں میں آپ کا چچا ابولہب بھی تھا جو بعد کو آپ کا سخت جانی دشمن ثابت ہوا۔

آہستہ آہستہ مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہوگئی جس کی تعداد چالیس سے زیادہ تھی، ہمارے رسول نے ایک روز بیت اللہ میں جاکر اللہ کے ایک ہونے کا اعلان کیا، کافر اس وعظ کو کس طرح پسند کرسکتے تھے سنتے ہی سب کے سب آپ پر ٹوٹ پڑے، حضرت حارث بن ابی ہالہ کو خبر ہوئی تو آپ کو بچانے کے لئے دوڑے آئے، اب انھوں نے آپ کو چھوڑ دیا، مگر حارث پر اتنی تلواریں پڑیں کہ شہید ہوگئے، یہ پہلا خون تھا جو اسلام کی راہ میں بہایا گیا۔

وعظ کی باتیں

اب ہمارے رسول نے ہر گلی، کوچہ اور بازار میں وعظ کہنا شروع کیا، کوئی مجلس اور میلا ایسا نہ ہوتا تھا جس میں جاکر لوگوں کو نہ سمجھاتے۔ آپ فرماتے کہ خدا ایک ہے صرف اسی کی عبادت کرو، بتوں، پتھروں اور درختوں کو نہ پوجو، بیٹیوں کو قتل نہ کرو، زنا اور جوئے کو چھوڑ دو جسم کو پاک صاف رکھو، کپڑوں سے میل کچیل دور کرو زبان سے گندی اور جھوٹی باتیں نہ کہو، وعدہ اور اقرار پورا کرو، لین دین میں کسی کو دھوکا نہ دو۔ یہ تم یقین کرلو کہ زمین اور آسمان، سورج اور چاند، فرشتے اور پیغمبر سب کے سب اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ سب اس کے محتاج ہیں، بیماروں کو اچھا کرنا، دعا قبول کرنا، اور مرادیں پوری کرنا صرف اللہ کے اختیار میں ہے اللہ کے حکم اور مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔

قریش کی دشمنی

پہلے تو قریش بالکل چپ تھے، مگر جب ہمارے رسول نے توحید کا وعظ خوب زور شور سے شروع کیا تو اب ان لوگوں نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں

کو طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیں، آپ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتے کہ رات میں آپ کے پاؤں زخمی ہو جائیں، آپ کے گھر کے دروازے پر گندی چیزیں پھینک دیتے۔

ایک دفعہ آپ بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے، ایک کافر نے اپنی چادر کو لپیٹ کر رسی جیسی بنالیا، اور جب آپ سجدے میں گئے تو اس کو آپ کی گردن میں ڈال کر پیچ دینا شروع کئے، یہاں تک کہ آپ کی گردن بالکل بھینچ گئی مگر آپ برابر سجدے میں ہی پڑے رہے، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (اللہ ان سے خوش ہو) آ گئے، انھوں نے اس کافر کو دھکا دے کر الگ کیا اس پر چند شریر لوگوں نے اُن کو بھی خوب پیٹا۔

اسی طرح ایک مرتبہ آپ بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کے جانی دشمن ابوجہل نے ایک شخص سے اونٹ کی اوجھڑی گندگی سے بھری ہوئی منگوائی، جب آپ سجدے میں گئے تو اس بدبخت نے آپ کی پیٹھ پر اس کو ڈال دیا، کافر دیکھ کر خوش ہوتے اور ہنستے تھے، آخر آپ کی صاحبزادی

حضرت فاطمہؓ نے آکر اس اوجھڑی کو پھینکا، اور اُن کافروں کو بھی سخت سست کہا۔

کافروں نے ایک روز آپس میں مشورہ کیا کہ لوگ دور دور سے مکے میں آتے ہیں ان سے کوئی ایسی بات کہی جائے کہ وہ اس رسول کی باتوں میں نہ آئیں، آخر سب نے مل کر یہ طے کیا کہ آپ کو ہر طرح سے دق کیا جائے، بات بات پر آپ کی ہنسی اُڑائی جائے اور جو لوگ آپ پر ایمان لے آئے ہیں اُن کو طرح طرح کی تکلیف دی جائے۔

یہ سب باتیں تھیں مگر ہمارے رسولؐ کے صبر اور ثابت قدمی کی یہ حالت تھی کہ آپ ان تمام تکلیفوں کو سہتے، مگر اسلام کی تبلیغ کو نہیں چھوڑتے تھے جو آپ کا اصلی کام اور فرض تھا۔

آپ کے دوست

اب تک یہ بیان تھا کہ ہمارے رسول کو کافر کیسی کیسی تکلیفیں صرف اسلام کی وجہ سے دیتے تھے، اب آپ کے دوستوں کا حال سنو، اور دیکھو کہ اُن کے دلوں میں اسلام اور رسول پاک کی کتنی محبت تھی۔

حضرت بلال حبشی ایک کافر کے غلام تھے، جب یہ مسلمان ہو گئے تو اس نے اُن کی گردن میں رسّی ڈال کر لڑکوں کے ہاتھ میں دے دی کہ وہ اُن کو پہاڑیوں میں لئے پھریں۔ ننگے کی گرم ریت پر اُن کو لٹا دیا جاتا اور گرم گرم پتھر اُن کی چھاتی پر رکھ دئے جاتے، مشکیں باندھ کر لکڑیوں سے پیٹا جاتا، دھوپ میں بٹھایا اور بھوکا رکھا جاتا، مگر وہ برابر ان تکلیفوں کو سہتے، اور "اللہ ایک ہے" "اللہ ایک ہے" کے نعرے لگاتے۔ آخر حضرت ابوبکر نے ان کو خرید کر کے اللہ کے نام پر آزاد کر دیا۔

خبّاب بن الحارث جب مسلمان ہوئے تو اُن سے پہلے صرف چھ سات شخص اسلام لا چکے تھے، قریش نے طرح طرح کی تکلیفیں دینا شروع کیں، ایک دن کوئلے جلا کر زمین پر بچھا دئے اس پر انھیں چت لٹایا، ایک شخص چھاتی پر پاؤں رکھے رہا کہ کروٹ نہ لیں، یہاں تک کہ پیٹھ کے نیچے کے کوئلے پڑے پڑے ٹھنڈے ہو گئے، اس کی وجہ سے اُن کی پیٹھ بالکل سفید ہو گئی تھی۔

عمارؓ ان کے والد، یاسرؓ ان کی والدہ سمیہؓ تینوں مسلمان ہو گئے۔
تھے، ابوجہل ان کو مارتا اور تکلیفیں دیتا، آخر اس کم بخت نے عمار کی والدہ
کو نیزے سے مار ڈالا۔

افلحؓ کے پاؤں میں رسی باندھ دی جاتی اور انھیں پتھریلی زمین پر گھسیٹا
جاتا۔

عثمان بن عفانؓ کے مسلمان ہو جانے کی خبر اُن کے چچا کو ہوئی تو وہ
آپ کو کھجور کی صف میں لپیٹ کر باندھ دیتا، اور نیچے سے دھواں دیا کرتا۔

معصب بن عمیرؓ کو ان کی والدہ نے صرف اس لئے گھر سے نکال دیا
تھا کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے۔

زنیرہ حضرت عمرؓ کے خاندان کی لونڈی تھیں، صرف اسلام کی وجہ سے
حضرت عمر انھیں خوب ستاتے، ابوجہل نے انھیں اس قدر مارا کہ اُن کی آنکھیں
جاتی رہیں۔

لبینہ یہ بھی حضرت عمرؓ کے خاندان کی لونڈی تھی، اور مسلمان ہو گئی تھی

حضرت عمر کو اُن کے مسلمان ہونے کی خبر ہوئی تو اُن کو بے تحاشا مارتے، مارتے مارتے تھک جاتے تو کہتے، دم لے لوں پھر ماروں گا۔

ہمارے رسول کے دوستوں کو یہ تکلیفیں کیوں دی جاتی تھیں؟ صرف اس لئے کہ وہ اللہ کو ایک مانتے تھے' اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے تھے، ان کو اسلام سب سے زیادہ پیارا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دلوں میں رچی ہوئی تھی اس لئے وہ ان تمام تکلیفوں کو اٹھاتے مگر اسلام نہ چھوڑتے۔

بچّو! تم بھی اپنے دلوں میں ایسی ہی اسلام کی محبت پیدا کرو، تمہاری جان پر بن آئے، مگر اسلام کو ہاتھ سے نہ دو۔

حبشہ کی ہجرت

قریش کی سختیوں کی وہ حالت تھی جو اوپر بیان ہوئی، وہ کسی مسلمان کو اللہ کے گھر کے اندر بلند آواز سے قرآن نہیں پڑھنے دیتے تھے' ایک دفعہ ہمارے رسول کے ایک دوست عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں کعبے میں جاکر ضرور قرآن

پڑھوں گا۔ لوگوں نے اُن کو روکا بھی، مگر وہ کب ماننے والے تھے، گئے اور سورۃ الرحمٰن پڑھنی شروع کر دی، کافر ہر طرف سے اُن پر ٹوٹ پڑے اور اُن کے منہ پر طمانچے مارنے شروع کئے مگر وہ بھی پڑھتے ہی گئے جب واپس گئے تو چہرے پر زخموں کے نشان لے کر گئے۔

جب مسلمانوں کی مصیبتیں یہاں تک پہنچ گئیں کہ وہ آزادی کے ساتھ ایک اللہ کی عبادت بھی نہ کر سکتے تھے تو اللہ کے پیارے ہمارے رسول نے اپنے دوستوں کو اسلام کی خاطر وطن چھوڑنے کی اجازت دی، ہجرت کرنے والوں میں گیارہ (۱۱) مرد اور چار (۴) عورتیں تھیں، اُن کے بعد تراسی (۸۳) مرد اور اٹھارہ (۱۸) عورتوں نے بھی حبش کی طرف ہجرت کی۔

یہ لوگ وہاں جا کر امن کے ساتھ رہنے لگے، مگر قریش کو یہ بھی پسند نہ آیا، انھوں نے حبش کے بادشاہ نجاشی کے پاس ایک جماعت بھیجی جو اپنے ساتھ بادشاہ اور درباریوں کے لئے قیمتی تحفے لیتی گئی، اس نے دربار میں حاضر ہو کر شاہ سے کہا کہ ہمارے مجرم ہم کو واپس کر دیجئے، درباریوں نے بھی اُن

کی ہاں میں ہاں ملا دی، نجاشی نے مسلمانوں کو بلا کر پوچھا، تم نے کون سا دین ایجاد کیا ہے' جو عیسائیوں اور بت پرستوں کے خلاف ہے۔

مسلمانوں نے اپنی طرف سے جواب دینے کے لئے حضرت جعفرؓ کو چُنا جو ہمارے رسول کے چچیرے اور حضرت علی کے سگے بھائی تھے' انھوں نے اس طرح تقریر شروع کی :۔

"اے بادشاہ ہم جاہل تھے، بتوں کو پوجتے، ناپاک رہتے اور مردار کھاتے تھے، ہم میں انسانیت اور ایمان داری کا نام نشان تک نہ تھا، ہمسایہ کا خیال نہ تھا، کوئی قانون نہ تھا، اس حالت میں اللہ نے ہم میں سے ایک بزرگ کو بھیجا جس کی ذات پات' سچّائی، دیانت' نیکی اور پاکیزگی سے ہم خوب واقف تھے، اس نے ہم کو بتایا کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں' اس نے ہمیں پتھروں کی پوجا سے روکا، اس نے فرمایا کہ ہم سچ بولا کریں' وعدہ پورا کریں' گناہوں سے دور رہیں' برائیوں سے بچیں، نماز پڑھیں' صدقہ دیں، اور روزے رکھیں' ہماری قوم ان باتوں پر بگڑ بیٹھی' ہم نے اُن سے سخت

تکلیفیں اُٹھائی ہیں اور اب ہم مجبور ہو کر تیرے ملک میں پناہ کے لئے آئے ہیں۔

بادشاہ نے تقریر سن کر کہا کہ مجھے کچھ قرآن سناؤ، حضرت جعفر نے سورۃ مریم سنائی، بادشاہ اور درباری سُن کر رونے لگے اور کہا کہ محمد تو وہی رسول ہیں جن کی خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی، اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اس کا زمانہ ملا۔ پھر بادشاہ نے ان کافروں کو دربار سے نکلوادیا اور اُن کے تحفے بھی واپس کردیے۔

لالچ اور قریش

جب قریش نے دیکھا کہ حبشے میں بھی اُن کو کامیابی نہیں ہوئی تو اب انھوں نے یہ خیال کیا کہ شاید لالچ سے کام نکل آئے' یہ صلاح کر کے انھوں نے مکے کے ایک مشہور سردار عتبہ کو ہمارے رسول کے پاس بھیجا جس نے آپ کے سامنے یہ تقریر کی:-

'میرے بھتیجے محمد! اگر تم اس کام سے دولت جمع کرنا چاہتے ہو تو ہم خود تیرے پاس اتنی دولت جمع کر کے لے آتے ہیں کہ تو مالدار ہو جائے، اگر تو عزت چاہتا ہے تو ہم سب تم کو اپنا سردار اور رئیس مان لیتے ہیں، اگر

حکومت کی خواہش ہے تو ہم تم کو عرب کا بادشاہ بنا لیتے ہیں، جو چاہو ہم کرنے کو حاضر ہیں، شرط یہ ہے کہ تم اپنا یہ طریق چھوڑ دو، اور اگر تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے تو بتاؤ کہ ہم اس کا علاج کرائیں"۔

ہمارے رسول نے فرمایا، تم نے جو کچھ میری بابت کہا اس میں سے ایک بات بھی ٹھیک نہیں، عزت، دولت، حکومت اور ریاست کی مجھے کوئی خواہش نہیں میرا دماغ بھی بالکل ٹھیک ہے، میں تمھیں تھوڑا سا قرآن سناتا ہوں، اس سے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ میں کیا ہوں، پھر آپ نے ایک سورۃ کی چند آیتیں پڑھ کر سنائیں

عتبہ چپ چاپ قرآن سنتا رہا، وہ بالکل بے خود ہو گیا، اور اس نے قریش سے جا کر کہا کہ تم لوگ محمد کو کچھ نہ کہو، جس طرح وہ کرتا ہے، کرنے دو۔

جب لالچ سے کام نہ چلا تو تمام قبیلوں کے سردار ہمارے رسول کے چچا ابو طالب کے پاس آئے، اور اُن سے کہا، ہم نے آپ کا بہت لحاظ کیا، آپ کا بھتیجا ہمارے بُتوں اور دیویوں کو بہت بُرا کہنے لگا ہے جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے آئے ہیں، اب ہم سے صبر نہیں ہو سکتا، آپ اس کو خاموش رہنے کی

ہدایت کردیں، ورنہ ہم اسے مار ڈالیں گے، اور تم ہمارا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔

چچا نے دیکھا کہ تمام ملک میرے بھتیجے کا دشمن ہو گیا ہے، آپ نے اُن کو بلایا، محبت اور درد بھرے دل سے کہا کہ تم بت پرستی کی برائی نہ کیا کرو، ورنہ میں تمھاری مدد نہ کر سکوں گا۔

ہمارے رسول نے جواب دیا کہ "اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں پر چاند رکھ دیں، تب بھی اس کام سے نہ ہٹوں گا اور اللہ کے حکم میں سے ایک حرف بھی کم یا زیادہ نہ کروں گا، خواہ اس میں میری جان ہی چلی جائے، ساتھ ہی اس کے آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے، اور آپ اُٹھ کر چلے، ابو طالب نے فوراً آپ کو بلایا، اور کہا "اے بھتیجے! جا اور جو دل چاہتا ہے کر، میں ہرگز تمھارا ساتھ نہ چھوڑوں گا۔"

دیکھو بچّو! صبر و استقلال اسے کہتے ہیں، لالچ اور خوف میں سے کوئی چیز بھی آپ کو اسلام کی خدمت سے ہٹا نہ سکی، تم بھی لالچ اور خوف کی پروا نہ کرو اپنے سچے دین اسلام پر قائم رہو، اور اُسی کی اشاعت کرو۔

حمزہ اور عمر

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہمارے رسول صفا کی پہاڑی پر بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ابوجہل بھی وہاں آگیا، اس نے آپ کو گالیاں دیں، مگر آپ خاموش رہے، پھر آپ کے سر پر پتھر دے مارا جس کی وجہ سے خون بہنے لگا۔

آپ کے چچا حضرت حمزہ کو اس کی خبر ہوئی، تو انھوں نے رشتہ داری کے جوش میں ابوجہل کے سر پر اس زور سے کمان ماری کہ وہ زخمی ہوگیا، پھر حضور کے پاس آکر کہا کہ خوش ہو جاؤ، میں نے تمھارا بدلا لے لیا ہے، آپ نے فرمایا "میں ان باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا، میں تو اس وقت خوش ہوں گا جب آپ مسلمان ہو جائیں گے۔" حضرت حمزہ یہ سنتے ہی مسلمان ہوگئے

دیکھو، اس کو اسلام کی محبت کہتے ہیں، اب بھی ہمارے رسول اسی بات سے خوش ہوں گے کہ ہم دوسروں کو مسلمان کریں۔

ان کے تین دن بعد حضرت عمر مسلمان ہوئے، ان کا قصہ یہ ہے کہ وہ ایک روز ہمارے رسول کو قتل کرنے کے لئے گھر سے نکلے راستے میں

اُن کو معلوم ہوا کہ ان کی بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہوگئے ہیں، یہ سُن کر بہن کے گھر گئے اور دونوں کو خوب مارا۔

بہن نے کہا جس کتاب پر ہم ایمان لائے ہیں اُس کو سُن لو، اگر پسند نہ آئے جو چاہے کرلینا۔ اس وقت اُن کے گھر میں ہمارے رسول کے ایک دوست بھی موجود تھے، جو حضرت عمر کے آنے پر چھپ گئے تھے۔ انھوں نے سورۂ طٰہٰ کا ایک رکوع پڑھ کر سنایا، عمر سُن رہے تھے اور زار زار رو رہے تھے، آخر جو شخص گھر سے ہمارے رسول کو قتل کرنے نکلا تھا، وہ خود ہی آپ کا سچا جاں نثار بن گیا، اور آگے چل کر فاروق اعظم کے نام سے مشہور ہوا۔

برادری سے خارج

جب کافروں نے دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرح بھی اسلام کی تبلیغ نہیں چھوڑتے، تو انھوں نے آپس میں مل کر یہ فیصلہ کیا کہ ان کے تمام رشتہ داروں کے ساتھ رشتہ چھوڑ دو، انھیں گلی کوچہ میں پھرنے نہ دو، اور کوئی چیز اُن کو مول نہ دو، یہ معاہدہ بیت اللہ میں لٹکا دیا گیا۔

آخر ہمارے رسول اور اُن کے رشتہ دار مجبور ہو کر ایک گھاٹی میں بند ہو گئے، جس کا نام ابوطالب کی گھاٹی ہے، تین سال تک وہاں رہے، اِس جگہ کبھی کبھی اُن کی یہ حالت ہو جاتی تھی کہ بنو ہاشم کے بچّے بھوک کی وجہ سے اس طرح رویا کرتے تھے کہ ان کی آواز گھاٹی کے باہر تک سنائی دیتی، جب کھانے کو نہ ملتا تو درختوں کے پتّے کھا کر گذارا کرتے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کو سوکھا ہوا چمڑا ہاتھ آگیا، میں نے اِس کو پانی سے دھویا، آگ پر بھونا، اور پانی میں ملا کر کھا گیا۔

ان تکلیفوں اور مصیبت کے باوجود آپ نے اپنا کام نہ چھوڑا، حج کے دنوں میں آپ گھاٹی سے باہر نکلتے اور لوگوں کو خدا پر ایمان لانے کو کہتے، ابولہب کم بخت بھی صبح سے شام تک آپ کے پیچھے پیچھے پھرا کرتا، جب آپ وعظ سے فارغ ہو جاتے تو کہتا "لوگو! یہ دیوانہ ہے، اس کی بات نہ مانو، جو اس کی بات مانے گا، تباہ ہو جائے گا۔"

آخر دیمک نے کافروں کے اس معاہدے کے کاغذ کو چاٹ لیا، اور اس طرح تین سال کے بعد ہمارے رسول کو اس مصیبت سے نجات ملی، آپ گھاٹی سے باہر نکلے اور پھر وعظ کہنا شروع کر دیا۔

اس درمیان میں حضرت علی کے والد اور ہمارے رسول کے چچا ابوطالب کا انتقال ہو گیا۔ انھوں نے شروع سے اب تک آپ کی مدد کی تھی، اس کے تین دن بعد آپ کی بی بی حضرت خدیجہ بھی فوت ہو گئیں، سب سے پہلے یہی اسلام لائی تھیں، اور انھیں نے اپنی تمام دولت آپ پر نثار کر دی تھی، اس لئے آپ کو ان دونوں کے مر جانے کا بہت سخت افسوس ہوا۔

دشمنوں کے لئے اب میدان بالکل صاف تھا، ان کو اور مخالفت کا موقع مل گیا، چنانچہ ایک مرتبہ ایک کافر نے آپ کے سر پر کیچڑ پھینک دی، آپ اسی حالت میں گھر آئے، آپ کی صاحب زادی آپ کا سر دھلاتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں، آپ نے فرمایا "پیاری بیٹی کیوں روتی ہو، اللہ خود تیرے باپ کی حفاظت کرے گا۔"

طائف کا سفر

اگرچہ دنیا میں اب آپ کا ظاہری سہارا کوئی نہ تھا، پھر بھی آپ نے اور زیادہ ہمت اور جوش کے ساتھ وعظ کہنا شروع کر دیا اور طائف کی طرف تشریف لے گئے، اس سفر میں حضرت زید بن حارثہ آپ کے ساتھ تھے، راستے میں جو قبیلہ ملتا آپ اس کو وعظ سناتے، اور ایک اللہ کی طرف بلاتے۔ یہاں تک کہ آپ طائف پہنچ گئے، وہاں کے سرداروں نے آپ کی بات بالکل نہ سُنی، بلکہ سخت کلامی سے پیش آئے اور کہا کیا خدا کو پیغمبری کے لئے تیرے سوا اور کوئی نہیں ملتا تھا، جب آپ وہاں سے چلے تو اُن لوگوں نے اپنے غلاموں اور اوباشوں کو آپ کے خلاف اُبھار دیا، انھوں نے آپ پر اتنے پتھر پھینکے کہ آپ لہو سے تر بتر ہو گئے، لہو بہہ کر جوتے میں جم گیا، اور وضو کے لئے جوتے سے پاؤں نکالنا مشکل ہو گیا۔

اس مقام پر ایک دفعہ وعظ کہتے ہوئے حضور کو اتنی چوٹیں آئیں کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، زید نے اپنی پیٹھ پر آپ کو اُٹھایا، آبادی سے باہر لے گئے، پانی

کے چھینٹے دئے، تب جاکر آپ کو ہوش آیا، آپ نے یہ تمام تکلیفیں صرف اس لئے اٹھائیں کہ وہ لوگ بتوں کی پوجا چھوڑ کر صرف ایک اللہ کی پوجا کریں، مگر اس وقت ان میں سے ایک شخص بھی مسلمان نہ ہوا۔

معراج

اللہ کے جتنے نیک بندے گذرے ہیں لوگوں نے ہمیشہ ان کو تکلیف دی ہے مگر ان بزرگوں نے تکلیفوں اور مصیبتوں کی کبھی کوئی پروا نہیں کی بلکہ ان مصیبتوں نے ان کی ہمت کو اور مضبوط کر دیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دشمنوں نے آگ میں ڈال دیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون نے قتل کرنے کی کوشش کی، یوسف علیہ السلام کو ان کے بھائیوں نے کنوئیں میں گرا دیا، عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے طرح طرح کی تکلیفیں دیں، مگر ان لوگوں نے تبلیغ اسلام کو نہیں چھوڑا، اور مرتے دم تک اپنا فرض ادا کرتے رہے۔

یہ تکلیفیں اور مصیبتیں رسولوں کے درجوں کو بلند کرتی ہیں، قریش اور اُن کے دوست تو اللہ کے رسول کو اس طرح ذلیل کر کے خوش ہو رہے تھے، مگر اللہ

آپ کے درجوں کو اور اونچا کر رہا تھا، چنانچہ ۲۷ رجب سلہ نبوت کو معراج ہوئی حضرت جبرئیل سب سے پہلے آپ کو بیت المقدس لے گئے جہاں آپ نے امام بن کر تمام نبیوں اور رسولوں کو نماز پڑھائی، پھر آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے، ہر ایک نبی سے ملاقات کی، اسی رات آپ کو پانچ نمازوں کا حکم ہوا، پھر آپ واپس تشریف لے آئے، یہ تمام واقعہ ایک ہی رات میں ہوا۔

طفیل بن عمرو دوسی

قبیلہ دوس کا سردار طفیل شاعر اور عقل مند آدمی تھا وہ مکے آیا تو لوگوں نے شہر سے باہر جاکر اس کا استقبال کیا، بہت خاطر و تواضع کی، اور اس سے کہا یہاں ایک جادوگر پیدا ہوا ہے، اس سے بچنا، وہ خاندانوں میں جدائی ڈال دیتا ہے، اور ہم سب کو پریشان کر رکھا ہے، ہم نہیں چاہتے کہ آپ کی قوم بھی پریشانیوں میں پھنس جائے، تم کو ہماری نصیحت یہ ہے کہ تم اس کے پاس نہ جاؤ نہ اس کی بات سنو، اور نہ اس سے بات چیت کرو۔

ان باتوں نے طفیل پر اثر کیا، جب وہ بیت اللہ میں جاتا تو اپنے کانوں

کو روئی سے بند کر لیتا کہ ہمارے رسول کی آواز اس کے کان میں نہ پڑ جائے، طفیل کہتے ہیں، ایک روز میں بہت سویرے بیت اللہ گیا، دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں اور ایک عجیب و غریب کلام پڑھ رہے ہیں، اُس وقت میں نے اپنے آپ کو بہت برا بھلا کہا کہ آخر میں خود شاعر ہوں، نیک و بد میں تمیز کر سکتا ہوں میں یہ کلام کیوں نہ سُنوں اگر اچھا ہو گا مان لوں گا، ورنہ رد کر دوں گا، جب آپ نماز سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے چلے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہو لیا، مکان پر حاضر ہو کر میں نے اپنا تمام قصہ بیان کیا، اور عرض کیا کہ آپ کچھ فرمائیں، آپ نے قرآن پڑھا، خدا کی قسم میں نے ایسا پاکیزہ کلام کبھی نہ سنا تھا جو اس قدر نیکی اور انصاف کا حکم دیتا ہو۔

قریش کو جب یہ معلوم ہوا کہ طفیل مسلمان ہو گئے تو ان کو سخت رنج ہوا۔

وہ نبی

ہمارے رسول کو مکے میں لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے دس سال ہو چکے تھے، گیارھویں سال کا ذکر ہے کہ آپ نے مکے سے چند میل کے فاصلے پر کچھ لوگوں

کو باتیں کرتے سُنا، آپ اُن کے پاس تشریف لے گئے، اُن کے سامنے اللہ کی بڑائی بیان کی، بتوں سے نفرت دلائی، اور بُرے کاموں سے روکا، یہ لوگ مدینے کے رہنے والے تھے، انھوں نے اپنے شہر کے یہودیوں کو اکثر یہ کہتے سنا تھا کہ بہت جلد آخری نبی ظاہر ہونے والا ہے، اس لئے یہ فوراً ایمان لے آئے اور اپنے وطن جاکر ہر ایک کو آپ کی خوش خبری دی کہ "وہ نبی" جس کا انتظار تھا، آگیا۔

اگلے سال مدینے سے بارہ آدمی آئے، انھوں نے آپ کے مبارک ہاتھوں پر اِن باتوں کا عہد کیا۔

ہم ایک خدا کی عبادت کریں گے، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔

ہم چوری اور زنا نہیں کریں گے۔

ہم اپنی لڑکیوں کو قتل نہیں کریں گے

ہم نہ کسی کی چغلی کھائیں گے، نہ کسی پر تہمت لگائیں گے۔

ہر اچھی بات میں اپنے رسول کی اطاعت کریں گے۔

جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو آپ نے اُن کی تعلیم کے لئے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو بھی ساتھ کر دیا، یہ بڑے ہی امیر گھرانے کے لاڈلے بیٹے تھے، جب سوار ہو کر نکلتے تو آگے پیچھے غلام چلا کرتے، اور نہایت ہی قیمتی پوشاک پہنتے، مگر جب مدینے میں اسلام کی منادی کرنے گئے تو اُن کے کندھوں پر کمبل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہوتا تھا جسے کیکر کے کانٹوں سے گلے کی طرف اٹکا لیا کرتے تھے

اسلام کا مرکز

مدینے میں آ کر حضرت مصعب یہاں کے ایک نہایت معزز رئیس حضرت اسعد بن زرارہ کے یہاں ٹھہرے انصار کے ایک ایک گھر کا روزانہ دورہ کرتے اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتے آخر اس بزرگ خادم اسلام کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ انصار کے تمام قبیلوں میں اسلام پھیل گیا اور اگلے سال ۷۰ مردوں اور ۲ عورتوں کا قافلہ اس لئے مکے میں حاضر ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینے آنے کی دعوت دے۔

ہمارے رسول نے ان کو اللہ کا پیغام سنایا اور پوچھا کیا تم لوگ اس

سچے دین کی منادی میں میری پوری پوری مدد کروگے اور جب میں وہاں جاکر رہوں تو میری اور میرے ساتھیوں کی اپنے بیوی بچوں کی طرح حفاظت کروگے۔" ان لوگوں نے پوچھا کہ اس کا ثواب کیا ملے گا؟ آپ نے فرمایا جنت اور اللہ کی خوشنودی۔ پھر ان لوگوں نے اتنا عرض اور کیا کہ حضور یہ بھی فرمادیں کہ آپ ہمارا ساتھ تو کبھی نہ چھوڑیں گے آپ نے فرمایا میرا جینا اور مرنا تمھارے ساتھ ہوگا۔ تمھارا خون میرا خون ہے، تم میرے ہو، اور میں تمھارا ہوں۔ یہ سنتے ہی سب کے دل عشق خداوندی اور آپ کی محبت سے بھرپور ہوگئے، اور سب نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اس واقعے کے بعد اب جو شخص مسلمان ہو جاتا، آپ اس کو مدینے بھیج دیتے کیوں کہ وہاں اسلام کا مرکز قائم ہو چکا تھا اور مسلمانوں کی حفاظت کرنے والی جماعت بن گئی تھی۔

صہیب رومی

لیکن مسلمانوں کے لئے مکّہ چھوڑنا بھی آسان نہ تھا۔ حضرت صہیب رومی چلنے لگے تو کافروں نے انھیں گھیر لیا اور کہا جب تم یہاں آئے تھے تو غریب اور

مفلس تھے، اس جگہ رہ کر تم نے خوب کمایا، اب تم یہ چاہتے ہو کہ تمام دولت لے کر چلے جاؤ، ہم تمھیں ہرگز نہ جانے دیں گے صہیب نے کہا، اگر میں اپنا تمام مال اسی جگہ چھوڑ دوں تو جانے کی اجازت مل جائے گی؟ قریش نے کہا، صرف اسی صورت میں اجازت مل سکتی ہے۔

صہیب نے اپنا مال و متاع کافروں کے حوالے کیا اور خود مدینے کو روانہ ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قصہ سنا تو فرمایا کہ اس سودے میں صہیب نے خوب نفع کمایا۔

ام سلمہ

حضرت ام سلمہ، ان کے خاوند، اُن کا بچہ تینوں اونٹ پر سوار ہو کر مدینے کو چلنے لگے تو ام سلمہ کے خاندان نے ابو سلمہ کو آ کر گھیر لیا، اور کہا تم جا سکتے ہو، مگر ہماری لڑکی کو اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے اِتنے میں ابو سلمہ کے رشتہ دار بھی آ گئے انھوں نے لڑکا چھین لیا، ابو سلمہ اپنی بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر تنہا اللہ کی راہ میں ہجرت کر گئے۔

ام سلمہ کی اب یہ عادت تھی کہ وہ روزانہ شام کے وقت وہاں آتیں جس جگہ اُن کے خاوند اور بچے کو الگ کر دیا گیا تھا، گھنٹوں روتیں پھر واپس چلی جاتیں، اسی طرح پورا ایک سال گذر گیا، آخر اُن کے ایک چچیرے بھائی کو رحم آیا، اُن کو بچہ واپس دے دیا گیا، اور مدینے جانے کی بھی اجازت مل گئی وہ تنہا اونٹ پر سوار ہو کر مدینے کو چل دیں۔

اے عزیز بچو! تم ان قصّوں کو بار بار پڑھو، ان کو یاد رکھو، دیکھو اسلام کے لئے انھوں نے کیسی تکلیفیں اُٹھائیں تب جا کر اسلام کا اس قدر بول بالا ہوا مگر اسلام کی تبلیغ سے پہلے انھوں نے اپنی حالت کو درست کیا، ہر اچھی بات پر عمل کیا اور برائی سے دور رہے، ان کا یہ اچھا نمونہ ہی اصل میں لوگوں کو اسلام کی طرف بلاتا تھا، تم خود اچھے بننے کی کوشش کرو کہ لوگ تم کو دیکھ کر اسلام کی طرف کھنچے چلے آئیں۔

قتل کا مشورہ

جب اس طرح ہجرت کرتے کرتے مکّے میں بہت تھوڑے مسلمان رہ گئے

تو قریش کو خیال پیدا ہوا کہ اب ان کی طاقت مدینے میں روز بروز زور پکڑ رہی ہے، ایسا نہ ہو یہ قوت پیدا کر کے مکے پر حملہ کر دیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ اسلام کا بالکل ہی خاتمہ کر دیا جائے، اس غرض کے لئے قریش کے سرداروں کا ایک خفیہ جلسہ ہوا، مشورہ یہ تھا کہ آپ کے قتل کرنے کا اس سے بہتر وقت پھر نہ مل سکے گا، اس کی کوئی تدبیر کرنی چاہیئے۔

ہر شخص نے اپنی اپنی رائے پیش کی مگر ہر ایک کی تجویز پر اعتراض کیا گیا۔ آخر ابوجہل نے ایک صورت بیان کی اور سب نے اس کو پسند کیا، اس کی تجویز یہ تھی کہ قریش کے ہر ایک مشہور قبیلے میں سے ایک ایک جوان چن لیا جائے رات کے وقت یہ تمام نوجوان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کو گھیر لیں جب صبح کے وقت آپ نماز کے لئے باہر آئیں، تو سب یک دم آپ کی بوٹی بوٹی کر دیں، اس طرح ان کا خون تمام قبیلوں پر تقسیم ہو جائے گا، اور محمد کے قبیلے کو یہ ہمت نہ ہوگی کہ خون کا بدلہ لے۔

اس تجویز کے مطابق ایک رات کو تمام نوجوان تلواریں لے کر ہمارے رسول

کے گھر کے چاروں طرف کھڑے ہو گئے کہ جب صبح کو آپ نکلیں تو سب ایک ساتھ اُن پر ٹوٹ پڑیں۔

رسول کی ہجرت

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو کافروں کے اس مشورے کی خبر کردی اور حکم دیا کہ اب آپ مکہ چھوڑ کر مدینے چلے جائیں، جب رات کے وقت آپ کے گھر کے چاروں طرف نوجوان آپ کے خون کے پیاسے گھوم رہے تھے، آپ نے حضرت علی کو اپنی چارپائی پر لٹا دیا اور فرمایا کوئی فکر نہ کرو تمھیں کچھ نقصان نہ پہنچے گا۔

کافر اگرچہ آپ کے سخت دشمن تھے مگر اپنی امانتیں آپ ہی کے پاس رکھا کرتے تھے، کیوں کہ آپ کو سب کے سب صادق اور امین کہتے تھے آپ نے حضرت علی کو وہاں رہنے دیا کہ آپ کے بعد وہ لوگوں کی امانتیں ادا کریں، جاں نثار علی تو ننگی تلواروں کے سایے میں خوب اطمیناں سے سو رہے اور ہمارے رسول اللہ کی حفاظت میں سورۃ یٰسین پڑھتے ہوئے صاف نکل گئے، کسی کافر نے بھی آپ کو نہ دیکھا، یہ واقعہ ٢٧ صفر سنہ ١٣ نبوت مطابق ١٢ ستمبر سنہ ٦٢٢ء جمعرات کے دن کا ہے۔

بچو! تم بھی ایسے ہی صادق اور امین بن جاؤ کہ دوست تو دوست، دشمن بھی تمھاری سچائی اور دیانت داری پر بھروسہ کر سکیں۔

وہاں سے اللہ کا نبی اپنے پیارے دوست ابوبکر کے گھر گیا اور رات کے اندھیرے میں اُن کے مکان کی ایک کھڑکی سے نکل کر غارِ ثور میں دونوں بزرگ تین رات چھپے رہے، چوتھی رات کو ابوبکر کے گھر سے دو اونٹنیاں آگئیں، آپ ان پر سوار ہو کر پیر کے روز یکم ربیع الاول یعنی ۱۶ ستمبر کو یہاں سے روانہ ہوئے اور ۸ ربیع الاول ۱۳ سنہ نبوت پیر کے روز ۲۳ ستمبر کو قبا پہنچ گئے، یہاں تین دن تک ٹھہرے رہے، اس جگہ ایک مسجد بنائی ۱۲ ربیع الاول ۱ سنہ ہجری کو جمعہ کا دن تھا، آپ نے سو آدمیوں کے ساتھ بنو سالم کے محلے میں جمعہ کی نماز ادا کی۔

جب آپ مدینے میں داخل ہوئے تو انصار کی لڑکیاں جوشِ محبت میں گیت گا رہی تھیں، ہر ایک انصار کی یہ خواہش تھی کہ حضور میرے گھر میں تشریف رکھیں مگر آپ سب کو یہی جواب دیتے کہ میری اونٹنی کو چھوڑ دو جہاں وہ خود بخود ٹھہر جائے گی، اسی جگہ میں اُتر پڑوں گا، جہاں اب مسجد نبوی کا دروازہ ہے وہاں

آپ کی اونٹنی بٹیھ گئی، آپ بھی اسی جگہ اُتر پڑے، اور فرمایا، انشاء اللہ یہی ہمارے ٹھہرنے کی جگہ ہوگی۔

بھائی چارہ

آپ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ (اللہ اُن سے راضی ہو) کے گھر میں اترے اور سات مہینے تک اسی جگہ ٹھہرے رہے۔ مدینے میں سب سے پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ اللہ کا گھر بنایا، دونوں جہاں کے سردار، تمام رسولوں کے پیشوا، اور ہمارے آقا مزدوروں کے لباس میں تھے، بزرگ صحابہ پتھر اُٹھا کر لاتے اور سب مل کر اللہ کا گھر بناتے تھے، اس کی دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں، کھجور کے ستون تھے اور اسی کی چھال کا چھپر، فرش بالکل کچّا تھا جس میں بارش کی وجہ سے کیچڑ ہو جاتی تھی، اس کے ارد گرد حجرے بنوائے، جب وہ تیار ہو گئے تو آپ اس مکان سے اُٹھ آئے اور اپنی بی بیوں کو بھی وہیں بلوا لیا۔

جن لوگوں نے مکے سے ہجرت کی تھی وہ مہاجر تھے، اُن کا وہاں کوئی گھر بار نہ تھا، مدینے کے رہنے والوں نے ان مسافروں کی امداد کی اور انصا

کہلائے، ہمارے رسول نے ان مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ کرا دیا، پھر ان بھائیوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے پر اپنی ہر چیز قربان کرنے کو تیار تھے بعض انصاریوں نے تو یہاں تک کیا کہ اپنی جائداد کے دو حصے کر کے اپنے مہاجر بھائی سے کہا کہ اس میں سے جو حصہ پسند آئے لے لو۔

بچو! تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، تم بھی ایسے ہی بھائی بننے کی کوشش کرو، اور دنیا کو بتا دو کہ اس بھائی چارے کو کوئی چیز نہیں توڑ سکتی

امن کی پہلی کوشش

پہلے ہی سال ہمارے رسول نے یہ کوشش کی کہ مسلمانوں اور یہودیوں میں اتفاق ہو جائے۔ آپ نے انصار اور یہود کو بلا کر چند شرطوں پر ایک اقرارنامہ لکھوا دیا جس کو دونوں فریقوں نے منظور کر لیا۔ اس کی بڑی بڑی شرطیں یہ تھیں :-

(۱) مسلمان اور یہود ایک قوم ہوں گے۔

(۲) دونوں جماعتیں اپنے اپنے دین پر رہیں گی، ایک گروہ دوسرے

کو تکلیف نہ دے گا۔

(۳) ان میں سے جس جماعت کو جنگ پیش آئے گی، اگر وہ مظلوم ہو تو دوسرا فریق اس کی مدد کرے گا۔

(۴) مدینے پر حملہ ہو تو دونوں مل کر اس کو دور کریں گے۔

(۵) جب صلح ہو گی تو دونوں فریق صلح کریں گے۔

(۶) مدینے کا شہر دونوں قوموں کے لئے عزت کی جگہ ہو گی، اس کے اندر خون نہیں بہایا جائے گا۔

(۷) تمام جھگڑوں کا آخری فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ کی رحمت اور سلامتی ان پر ہو) کریں گے۔

مکے میں جو نماز فرض ہوئی تھی تو صرف دو رکعت تھی، اب یہاں ظہر، عصر اور عشاء کی نمازیں دو دو رکعتیں بڑھا دی گئیں، مگر سفر کی نماز وہی دو رکعت ہی رہی۔

مکہ اور مدینہ

ہمارے رسول مکے میں تیرہ سال تک رہے، مگر قریش نے آپ کو کبھی

آرام سے رہنے نہ دیا ہمیشہ تکلیف ہی پہنچاتے رہے، وہاں صرف یہی لوگ آپ کے دشمن تھے، مگر جب آپ مدینے میں آ گئے تو یہاں کئی دشمن پیدا ہو گئے، یہودیوں نے اگرچہ آپ سے کے ساتھ عہد کر لیا کہ امن قائم رکھیں گے، مگر تم آگے چل کر پڑھو گے کہ ان لوگوں نے مسلمانوں کو ہمیشہ دھوکا دیا، ان کے دشمنوں کی مدد کی، اور اسلام کے فنا کرنے میں کبھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

یہاں اِن کے علاوہ ایک اور جماعت پیدا ہو گئی تھی، یہ منافقین تھے جو ظاہر میں مسلمان تھے، نماز میں شریک ہوتے اور اسلامی جلسوں میں حصہ لیتے تھے، مگر دل میں کفر تھا، اور اسلام کے سخت دشمن، یہ لوگ بھی اسلام کے لئے آگے چل کر بہت بڑا خطرہ ثابت ہوئے۔

بدر کی لڑائی

قریش نے یہاں بھی ہمارے رسول کو چین نہ لینے دیا، انھوں نے مدینہ ایک خط بھیجا، اور انصار کو دھمکی دی کہ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے دوستوں کو قتل نہیں کرتے تو ہم سب تم پر حملہ کریں گے، ہمارے رسول نے بڑی کوششیں

کیں کہ امن قائم رہے اور کسی طرح قریش اور مسلمانوں میں صلح ہو جائے، مگر قریش کب ماننے والے تھے، چھیڑ چھاڑ شروع کر دی، اور آخر ہجرت کے دوسرے سال بدر کی لڑائی ہو گئی۔

ایک ہزار جوانوں کے ساتھ قریش مکّے سے چلے اور بدر کے میدان میں خیمے ڈال دیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے سے روانہ ہوئے، کم عمر بچوں کو واپس کر دیا گیا، عمر بن ابی وقاص ایک کم سن بچّے تھے، اُن سے واپسی کے لئے کہا گیا تو رو پڑے، آخر آں حضرت نے اجازت دے دی، اب فوج کی کل تعداد ۳۱۳ تھی، جس کے پاس دو گھوڑے اور ساٹھ اونٹ تھے، ۱۷ رمضان جمعہ کے روز جنگ ہوئی، اللہ نے اپنے رسول کو فتح دی، کافروں کے تمام بڑے بڑے سازشی سردار مارے گئے، اور بہت سے قید ہوئے۔

ان لوگوں نے ہمارے رسول اور مسلمانوں کو مکّے میں ہمیشہ تکلیف دی تھی، اگر ہمارے رسول چاہتے تو اِن تمام قیدیوں کو قتل کر دیتے تاکہ دشمن پہ مسلمانوں کا رعب قائم ہو جائے، مگر آپ تو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر

بھیجے گئے تھے، اس لئے آپ نے تمام قیدیوں کو تاوان لینے کے بعد رہا کر دیا،
ان لوگوں کے پاس کپڑے نہ تھے، آپ نے سب کو کپڑے دلوائے، البتہ ان
میں جو پڑھے لکھے قیدی تھے، اُن کا تاوان آپ نے یہ مقرر فرمایا کہ وہ انصار
کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔

بچو! دیکھو ہمارے رسول پڑھنے لکھنے کو کتنا پسند کرتے تھے تم بھی خوب
پڑھو لکھو، کہ اللہ کے رسول تم سے محبت کریں اور تم بھی ان سے محبت کرنا سیکھو۔

اذان

اب تک نمازیوں کو مسجد میں جمع کرنے کا کوئی طریق مقرر نہ تھا مدینے میں
اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو ہمارے رسول نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا
لوگوں نے مختلف رائیں دیں، مگر آپ نے کسی کو پسند نہ کیا، آخر دوسرے روز
حضرت عمر نے ایک تجویز پیش کی جس کو آپ نے پسند کیا اور حضرت بلال کو حکم دیا
کہ اذان دیں، اس سے ایک طرف تو تمام مسلمانوں کو نماز کی اطلاع ہو جائے
گی دوسری طرف اسلام کے پیغام کا دن میں پانچ دفعہ اعلان ہو گا، یہ واقعہ

سنہ ۲ ہجری کا ہے۔

اسی سال زکوٰۃ اور سال بھر میں رمضان کے روزوں کا حکم ہوا۔

اُحد کی لڑائی

اب قریش کے گھر گھر ماتم تھا، تمام مکہ بدلہ لینے کو تیار ہو رہا تھا، چند لوگوں نے ابو سفیان سے جا کر درخواست کی کہ محمد نے ہماری تمام قوم برباد کر دی ہے، ان سے بدلہ لینا ضروری ہے، ہم چاہتے ہیں کہ مال تجارت کا جو نفع اب تک جمع ہے، اس کام میں خرچ کیا جائے، ادھر قریش کو یہ شرم و ندامت کھائے جا رہی تھی کہ مٹھی بھر جماعت نے ان کو شکست دے دی، اس لئے تیسرے سال پھر ان کافروں نے مدینے پر حملہ کر دیا، پانچ ہزار کا لشکر احد کے میدان میں آکر ٹھہر گیا، جو مدینے سے تین میل کے فاصلے پر شمال کی طرف ہے، تمام کھیتوں کو اجاڑ دیا اور چراگاہوں پر قبضہ کر لیا۔

ہمارے رسول کو جب اس لشکر کی خبر ملی تو آپ نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا اور جمعہ کے دن نماز پڑھ کر ایک ہزار صحابہ کے ساتھ شہر سے

نکلے، مگر راستے میں منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی اپنے تین سو آدمی لے کر واپس آگیا، اور اب میدان میں صرف سات سو مسلمان رہ گئے۔

آپ نے فوج کا جائزہ لیا، رافع بن خدیج سے فرمایا کہ تم عمر میں چھوٹے ہو، واپس چلے جاؤ، وہ انگوٹھوں کے بل تن کے کھڑے ہو گئے کہ قد اونچا نظر آئے، اُن کی یہ ترکیب چل گئی اور وہ لے لئے گئے، سمرہ ایک اور نوجوان ان کے ہم عمر تھے، انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں کشتی میں رافع کو پچھاڑ لیتا ہوں، اُن کو اگر اجازت ملتی ہے تو مجھ کو بھی ملنی چاہیئے، دونوں کا مقابلہ کرایا گیا اور سمرہ نے رافع کو زمین پر دے مارا، اس لئے ان کو بھی اجازت مل گئی۔

۷ شوال ۳ ہجری کو لڑائی ہوئی، ہمارے رسول کے چار دانت ٹوٹ گئے، پیشانی اور بازو زخمی ہوئے، پھر ایک غار میں گر پڑے، حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں پانی بھر بھر کر لاتے اور فاطمہؓ اپنے باپ کے زخموں کو دھوتیں، پیشانی کا خون تھمتا نہ تھا، اس میں چٹائی جلا کر بھری، آپ کے

۷۰ دوست اس جنگ میں شہید ہوئے، حضرت عائشہ اور ام سلیم مشکوں میں پانی لا لاکر زخمیوں کو پلاتی تھیں۔

اس جنگ میں مسلمان مردوں اور عورتوں نے بڑی بہادری اور رسول کی محبت کا ثبوت دیا۔

صحابہ کی جاں نثاری

دشمن ہمارے رسول پر تیر برسا رہا تھا، اور حضرت طلحہ اپنے ہاتھوں پر ان کو روکتے تھے، یہاں تک کہ ان کا یہ ہاتھ بالکل شل ہوگیا، یہ ظالم تو آپ پر تیر برسا رہے تھے، اور تمام جہانوں کی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان پر یہ الفاظ تھے، "اے خدا میری قوم کو بخش دے، وہ نہیں جانتی" دشمنوں نے ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا، آپ نے فرمایا، کون مجھ پر جان دیتا ہے، زیاد بن السکن پانچ انصاری لے کر آگے بڑھے، ایک ایک نے لڑکر جان دے دی، زیاد کو یہ عزت نصیب ہوئی کہ ان کا لاشہ حضور کے قریب لایا گیا، ابھی جان باقی تھی اس نے قدموں پر منہ رکھ دیا، اور جان دے دی۔

ابن نضر فوج میں گھس گئے، اور لڑکر شہید ہو گئے، لڑائی کے بعد جب اُن کی لاش دیکھی گئی تو ۸۰ سے زیادہ تیر، تلوار اور نیزے کے زخم تھے اور سب کے سب سامنے تھے، پیٹھ پر ایک بھی زخم نہ تھا، زخموں کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص اُن کو پہچان نہ سکا، آخر اُن کی بہن نے انگلی دیکھ کر پہچانا۔

ایک انصاری عورت کا باپ بھائی اور خاوند اس جنگ میں شہید ہو گئے باری باری اس کو ان سب کی شہادت کی خبر دی گئی، مگر ہر مرتبہ وہ یہی پوچھتی رہی کہ ہمارے رسول کا کیا حال ہے، جب اس نے آپ کا چہرہ دیکھ لیا تو بے اختیار پکار اُٹھی، اب ان تمام مصیبتوں کی کچھ بھی پروا نہیں۔

حضرت ابو طلحہ مشہور تیر انداز تھے، انھوں نے اس قدر تیر برسائے کہ دو تین کمانیں ٹوٹ گئیں، اب انھوں نے اپنی ڈھال سے آن حضرت کے چہرے کو چھپا لیا کہ آپ پر کوئی وار نہ کر سکے، رسول پاک کبھی گردن اُٹھا کر دشمن کی فوج کی طرف دیکھتے تو عرض کرتے کہ آپ گردن نہ اُٹھائیں ایسا نہ ہو، کوئی تیر لگ جائے، یہ میرا سینہ سامنے ہے۔

بچو! یہ واقعات ہیں، تم اِن کو بار بار پڑھو، اور دیکھو کہ صحابہ کرام کو ہمارے رسول کے ساتھ کتنی محبت تھی کہ وہ اپنی جانوں اور عزیزوں کی بھی آپ کی محبت میں پروا نہیں کرتے تھے، تم بھی اپنے رسول کی محبت اپنے دلوں میں پیدا کرو۔

حضرت خبیب

سنہ ہجری کا واقعہ ہے کہ ہمارے رسول کے ایک صحابی حضرت خبیب کو بعض کافروں نے گرفتار کرکے قریش کے ہاتھ بیچ دیا، قریش نے ان کو حارث بن عامر کے گھر میں کئی روز بھوکا پیاسا رکھا، ایک روز حارث کا لڑکا تیز چھری سے کھیلتا ہوا اُن کے پاس پہنچ گیا، انھوں نے اس کو تو اپنے زانو پر بٹھا لیا اور چھری لے کر زمین پر رکھ دی، بچے کی ماں نے دیکھا تو چیخ ماردی، انھوں نے کہا کیا تو یہ سمجھتی ہے کہ میں اس بچے کو مار ڈالوں گا، مسلمانوں کا کام بے وفائی اور غدر کرنا نہیں ہے۔

چند روز کے بعد قریش نے ان کو سولی کے نیچے کھڑا کرکے کہا اگر تم

اسلام کو چھوڑ دو تو ہم تمھیں معاف کر دیتے ہیں، انھوں نے جواب دیا اگر اسلام نہ رہا تو پھر جان بچانے کا کیا فائدہ، پھر قریش نے کہا، اگر کوئی خواہش ہو تو بیان کرو، انھوں نے کہا صرف دو رکعت نماز پڑھنے کو جی چاہتا ہے، کافروں نے اجازت دے دی، آپ نے اچھی طرح وضو کر کے دل کے ساتھ نماز ادا کی، اور کہا، میں چاہتا تھا کہ نماز میں دیر لگاؤں، صرف تمھارے خیال سے میں نے اس کو مختصر کر دیا کہ تم یہ نہ کہنے لگ جاؤ کہ موت کے ڈر سے نماز لمبی کر دی ہے۔

اب کافروں نے ان کو سولی پر لٹکا دیا اور ہر طرف سے نیزے مارنے شروع کر دئے، ایک سخت دل نے اُن کے جگر کو چھید کر پوچھا، اب تو تم یہ چاہتے ہو گے کہ تمھاری جگہ پر محمد ہو، اور تم چھوٹ جاؤ، حضرت خبیب نے فوراً جواب دیا اللہ خوب جانتا ہے، کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانوں میں کانٹا بھی چبھے۔" آخر اس بزرگ اسلام نے سولی ہی پر جان دے دی۔

انھوں نے سولی پر چڑھنے سے پہلے کچھ شعر کہے ہیں، اُن میں سے

صرف آخری دو شعروں کا ترجمہ یہ ہے :-

(۱) اللہ کی قسم جب میں اسلام پر جان دے رہا ہوں تو مجھے اس کی کچھ پروا نہیں کہ میں اللہ کی راہ میں کس پہلو پر گرتا ہوں اور کس طرح جان دیتا ہوں۔

(۲) اللہ چاہے تو میرے گوشت کے ایک ایک ٹکڑے میں برکت عطا فرما سکتا ہے۔

عزیز بچو! اسلام اور رسول کی محبت اسے کہتے ہیں، تم بھی ایسے ہی مسلمان بن جاؤ، اور کسی کے ساتھ بے وفائی اور غدر نہ کرو۔

یہودیوں کی پہلی شرارت

تم پہلے پڑھ چکے ہو کہ مدینے میں یہودی رہتے تھے، وہ سودی لین دین کرتے تھے، انھوں نے تمام دوسرے لوگوں کو قرض میں جکڑ رکھا تھا، قرض میں اُن کے بچّوں اور عورتوں کو رہن میں رکھ لیتے تھے، طمع کی وجہ سے دو چار روپے کے زیور کے لیے بے گناہ بچوں کو پتھر سے مار ڈالتے تھے، ان میں زنا کا مرض عام طور سے موجود تھا۔

اسلام آیا تو ان کی یہ خرابیاں ظاہر ہونے لگیں، اور ان کو معلوم ہو گیا، کہ اب انصار پر ہمارا جادو نہیں چلے گا، اس لئے انھوں نے اسلام کے خلاف اپنی ناپاک کوششیں شروع کر دیں، اُن کی عادت تھی کہ جب وہ ہمارے رسول کے پاس آتے تو السلام علیکم نہ کہتے بلکہ اس کی جگہ السام علیکم کہتے، یعنی تم مر جاؤ مگر آپ ان باتوں پر صبر کرتے۔

بدر میں مسلمانوں کی فتح ہوئی تو ان یہودیوں کو خیال ہوا کہ اگر مسلمان طاقت پکڑ گئے تو ہمیں نقصان پہنچے گا، اس لئے اُن کے تین قبیلوں میں سے ایک نے کھلّم کھلّا اس معاہدے کو توڑ ڈالا جو ہمارے رسول نے مدینے آتے ہی اُن کے ساتھ کیا تھا۔

اس درمیان میں ایک اور واقعہ پیش آگیا، ایک انصاریہ دودھ بیچنے کے لئے اُن کے محلے میں گئی، ان شریروں نے اس کو سر بازار ننگا کر دیا، ایک مسلمان کو غیرت آئی تو اس نے یہودی کو مار ڈالا، یہودیوں نے اس مسلمان کو مار ڈالا، اور بلوہ بھی کیا، ساتھ ہی اس کے عہد نامہ کو واپس کر کے لڑائی کے لئے

تیار ہو گئے ، یہ جنگ کا اعلان تھا ، آخر ہمارے رسول نے مجبور ہو کر پندرہ دن تک ان کے مکانوں کو گھیرے رکھا ، اس کے بعد اُن کو یہ سزا دی گئی کہ شہر خالی کر کے خیبر میں جاکر آباد ہوں ، یہ شوال سنہ ۲ ہجری کا واقعہ ہے ، یہ شرارت کرنے والے بنو قینقاع تھے ، جو یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے ۔

دوسری شرارت

سنہ ۴ ہجری کا ذکر ہے کہ ہمارے رسول معاہدے کے مطابق خون بہا ، لینے کے لئے بنو نضیر کے محلے میں گئے جو یہودیوں کا دوسرا قبیلہ تھا ، انھوں نے پہلے ہی سے شرارت کا ارادہ کر لیا تھا ، جب آپ وہاں پہنچے تو اُن لوگوں نے آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھا دیا اور ایک ملعون یہودی کو اوپر بھیج دیا کہ آپ پر چکی کا پاٹ گرا دے ، اللہ نے آپ کو اس شرارت کی خبر کر دی ، اور آپ فوراً وہاں سے اٹھ کر چلے آئے ۔

اس شرارت پر بنو نضیر کو یہ سزا دی گئی کہ مدینے کو چھوڑ کر خیبر میں آباد ہوں ، انھوں نے اس تجویز کو پسند کیا ، اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو گرایا ،

اور اونٹوں پر سامان لاد کر باجے بجاتے خیبر جا بسے۔

اسی سال آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ وہ عبرانی زبان لکھنا پڑھنا سیکھ لیں، اور فرمایا کہ مجھے یہودیوں پر اعتبار نہیں حضرت زید نے صرف پندرہ دن میں عبرانی زبان سیکھ لی۔

شراب حرام ہوگئی

عرب میں لوگ عام طور پر شراب پیتے تھے، اور اس کی وجہ سے ہر قسم کی برائی اور پلیدی اُن میں رواج پکڑ گئی تھی، دنیا میں سب سے پہلے ہمارے رسول نے اس شراب کو برائیوں کی جڑ اُم الخبائث کا نام دیا، اور سنہ ہجری میں اللہ کی طرف سے اس کے حرام اور ناجائز ہونے کا حکم آگیا۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابو طلحہ کے گھر میں بیٹھے تھے، اور میں انھیں شراب پلا رہا تھا، اتنے میں شہر میں منادی ہونے لگی کہ شراب حرام ہوگئی یہ سُننا تھا کہ جتنی شراب باقی تھی، پھینک دی گئی، اس روز مدینے کی گلیوں میں شراب پانی کی طرح بہہ نکلی۔

خندق کی جنگ

جو یہودی مدینے سے نکل کر خیبر میں آباد ہو گئے تھے، انھوں نے قریش کے ساتھ مل کر یہ سازش کی کہ مسلمانوں کا نام و نشان ہی دنیا سے مٹا دیا جائے چنانچہ انھوں نے آس پاس کے قبیلوں کو بھی بھڑکانا شروع کر دیا، یہاں تک کہ ذلیعقدہ ۵ سنہ ہجری میں یہ سب لوگ چوبیس ہزار سے زیادہ فوج لے کر مدینے پر چڑھ دوڑے۔

ہمارے رسول کو اس لشکر کی اطلاع ملی تو آپ نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا، اور شہر کی حفاظت کے لئے اس کے ایک طرف خندق کھودنے کا حکم دیا، جاڑے کی راتیں اور تین تین دن کے فاقے۔ مگر سب مسلمانوں نے مزدور بن کر کام کیا، اور بیس دن میں اس کو پورا کر دیا۔

شہر میں یہودیوں کا ایک ہی قبیلہ باقی رہ گیا تھا، جس کا نام بنو قریظہ تھا اگرچہ یہ بھی مسلمانوں سے عہد کر چکا تھا، مگر اس وقت اس نے بھی دھوکا دیا اور دشمنوں کے ساتھ مل گیا، اور اس طرح ایک ہی وقت میں ہمارے رسول کو

دو دشمنوں سے جنگ کرنی پڑی، شہر کے باہر ۲۴ ہزار کا لشکر مسلمانوں کو کچلنے کے لئے ڈیرے ڈالے ہوئے تھا اور اندر یہودی اور منافقین فساد پھیلا رہے تھے مسلمانوں کی تعداد کل تین ہزار تھی، اور سب طرف سے گھرے ہوئے تھے ایک ماہ تک دشمن اس سختی سے مسلمانوں کو گھیرے رہے کہ ہمارے رسول اور آپ کے دوستوں پر تین تین فاقے گذر گئے، آخر اللہ کی قدرت سے دشمن کی فوج میں پھوٹ پڑگئی، جاڑوں کی راتیں اور تیز آندھی نے اور اُن کا ستیاناس کردیا اُن کا دل ٹوٹ گیا اور ناکام اپنے ڈیرے اُٹھا کر چل دئے

بنو قریظہ کا انجام

اس مصیبت سے نجات پانے کے بعد ہمارے رسول نے بنو قریظہ کو بلا بھیجا کہ اس کا جواب دیں کہ انھوں نے کیوں معاہدہ توڑا، اور دشمن کی مدد کی، بدر کی لڑائی میں بھی ان لوگوں نے قریش کی ہتھیاروں سے مدد کی تھی، آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بجائے یہ قلعے بند ہوگئے اور لڑائی کی تیاری شروع کردی جب مسلمانوں نے دیکھا کہ یہودی لڑنے کو تیار ہیں تو انھوں نے ذالحجہ میں اُن

کے قلعے کو چاروں طرف سے گھیر لیا، اُن کا محاصرہ پچیس دن تک رہا، آخر اُنھوں نے ہمارے رسول کو کہلا بھیجا کہ ہم سعد بن معاذ قبیلہ اوس کے سردار کو اپنا سرپنچ تسلیم کرتے ہیں، وہ جو فیصلہ کریں اُسے آپ بھی منظور کر لیں۔

اس پر محاصرہ اُٹھا لیا، بنو قریظہ قلعے سے نکل آئے اور مقدمہ سعد بن معاذ کے سپرد کر دیا گیا، انھوں نے پوری تحقیقات کے بعد یہ فیصلہ کیا۔

(۱) بنو قریظہ کے لڑائی کے قابل مرد قتل کر دئے جائیں۔

(۲) اُن کی عورتوں اور بچّوں کو لونڈی اور غلام بنا لیا جائے۔

(۳) اُن کا مال مسلمانوں میں تقسیم ہو۔

اس طرح مدینے کے یہودیوں کا خاتمہ ہوا۔

حُدیبیہ کی صلح

سنہ ۶ ہجری میں ہمارے رسول نے خواب دیکھا کہ مسلمان مسجدِ حرام میں داخل ہو رہے ہیں، اس لئے آپ اپنے ڈیڑھ ہزار دوستوں کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر مکّے کو روانہ ہوئے اور قربانی کے اونٹ بھی

ساتھ لئے تاکہ قریش کو لڑائی کا شبہہ نہ ہو، مگر جب ان کو آپ کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ لڑنے کو تیار ہو گئے، بلکہ خود سر نوجوانوں کی ایک جماعت اس کام کے لئے شہر سے باہر نکل بھی آئی۔

آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش میں صلح کی گفتگو شروع ہوئی ان کا ایک سردار عروہ آپ کے پاس آیا، اس نے دیکھا کہ صحابہ اپنے رسول کی اتنی عزت کرتے ہیں کہ کوئی شخص نظر اٹھا کر بھی آپ کے مبارک چہرے کو نہیں دیکھتا، آپ کے وضو کے پانی کو زمین پر نہیں گرنے دیتے، بلکہ اس کو تبرک کے طور پر آنکھ اور منہ پر مل لیتے ہیں۔

قریش کے سفیر نے واپس جا کر اپنی قوم سے کہا کہ میں نے ایران و روما کے درباروں کو دیکھا ہے، مگر میں نے کسی بادشاہ کو اپنی رعایا میں اس قدر محبوب اور معزز نہیں پایا، جس قدر یہ رسول اپنے دوستوں میں ہیں، وہ لوگ ہرگز آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔

ہمارے رسول جنگ کرنی نہیں چاہتے تھے اس لئے آپ نے اپنی طرف سے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکے بھیجا کہ قریش کو سمجھائیں کہ وہ مسلمانوں کو عمرہ کرنے کی اجازت دیں، یہاں مسلمانوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ دشمنوں نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے، ہمارے رسول نے سُنا تو آپ کو بہت رنج ہوا، اور سب دوستوں سے اس بات کا اقرار کر لیا کہ اگر لڑنا پڑا تو ثابت قدم رہیں گے اس اقرار کو بیعت الرضوان یا بیعت الشجرہ کہتے ہیں، اس لئے کہ اس بیعت پر اللہ نے اپنی خوشی کا اظہار کیا، اور یہ بیعت ببول کے درخت کے نیچے ہوئی تھی اس لئے اس کے دو نام مشہور ہو گئے، بعد کو حضرت عثمان کے قتل کی خبر غلط ثابت ہوئی،

آخر بڑی مشکل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان ان شرطوں پر صلح ہو گئی۔

(۱) مسلمان اس سال واپس چلے جائیں، اگلے سال عمرہ کریں مگر تلوار کے سوا ان کے پاس کوئی ہتھیار نہ ہو اور وہ بھی نیام میں، صرف تین دن حرم میں ٹھہریں، ان دنوں قریش شہر خالی کر کے باہر چلے جائیں گے۔

(۲) مسلمانوں اور قریش کو اس بات کی اجازت ہے کہ عرب کے قبیلوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ کریں۔

(۳) اگر قریش میں سے کوئی شخص مسلمان ہوکر مدینے چلا جائے تو مسلمان اس کو واپس کردیں، لیکن اگر کوئی مسلمان بھاگ کر قریش کے پاس چلا جائے تو قریش اُسے واپس نہ کریں گے۔

(۴) یہ معاہدہ دس سال تک رہے گا، اس درمیان میں دونوں فریق آپس میں جنگ نہیں کریں گے۔

بچو! یہ شرطیں ظاہر میں اچھی نہیں ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ ہمارے رسول نے دب کر صلح کی، مگر ایسا نہیں، آپ امن کے پیغام بر تھے آپ نہیں چاہتے تھے کہ لڑائی ہو، اس لئے آپ نے ان شرطوں کو قبول کرلیا اب اگر ان شرطوں کا نتیجہ دیکھو تو ہمارے رسول کو زبردست فتح ہوئی، لوگ جوق جوق اسلام لانے لگے، اور تھوڑے دنوں میں سب طرف مسلمان ہی مسلمان ہوگئے۔

اسلام لانے والوں میں حضرت خالدبن الولید بھی تھے جو جنگ اُحد میں کافروں کے ایک رسالے کے افسر تھے، پھر مسلمان ہوکر انھوں نے تمام عراق اور شام کا آدھا ملک فتح کیا، تمام اسلام کی خدمت کرتے رہے ہمارے رسول نے ان کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب دیا تھا۔

حضرت عمرو بن العاص بھی اسی زمانے میں اسلام لائے، یہی وہ بزرگ تھے جن کو قریش نے نجاشی شاہ حبش کے پاس بھیجا تھا، کہ وہ مسلمانوں کو اُن کے حوالے کردے، انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مصر کو فتح کیا تھا۔

یہودیوں کی آخری شرارت

تم پڑھ آئے ہو کہ یہودی جب تک مدینے میں رہے ہمیشہ شرارت کرتے رہے، آخر ان کو خیبر میں جلاوطن کر دیا گیا، لیکن یہاں بھی یہ لوگ چین سے نہ بیٹھے ۵ھ ہجری میں اُن کے سرداروں نے آس پاس کا دورہ کیا اور ان قبیلوں کی بہت بڑی فوج لے کر مدینے پر حملے کی تیاری کی

جب ہمارے رسول کو خبر ملی تو آپ محرم ۷ سنہ ہجری کو ۱۶۰۰ سپاہی لے کر مدینے سے خیبر کی طرف روانہ ہوئے، کئی روز تک لڑائی رہی، حضرت علی نے اس جنگ میں بہادری کے خوب ہی جوہر دکھلائے، آخر مسلمانوں کو فتح ہوئی۔

یہودیوں نے آپ سے درخواست کی کہ زمین ہمارے ہی قبضے میں رہنے دی جائے تمام پیداوار کا آدھا حصہ ہم آپ کی خدمت میں ہر سال پیش کر دیا کریں گے آپ نے ان کی اس شرط کو قبول فرما لیا، اور زمین اُن کے قبضے ہی میں رہنے دی۔

بادشاہوں کے نام خط

ہمارے رسول تمام دنیا کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے اس لئے ضروری تھا کہ آپ دنیا کی تمام قوموں کے پاس اپنا پیغام بھیج دیں، جب حدیبیہ کی صلح ہو گئی اور آپ کو اطمینان ہو گیا تو آپ نے ۷ سنہ ہجری میں محرم کی پہلی تاریخ کو مشہور بادشاہوں کے نام خط بھیجے، جن میں اُن کو اسلام کی طرف بلایا، جو سفیر جس قوم کے پاس بھیجا گیا وہ وہاں کی زبان اچھی طرح جانتا تھا کہ تبلیغ اچھی طرح کر سکے،

ہر خط پر آپ کی مہر ہوتی تھی، جو چاندی کی بنی ہوئی تھی اور اس پر تین سطروں میں اس طرح لکھا ہوا تھا: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

موتہ کی لڑائی

ہمارے رسول نے جن بادشاہوں کے نام اسلام کی دعوت کے خط بھیجے اُن میں ایک بُصریٰ کا بادشاہ تھا جس کا نام شرحبیل بن عمرو تھا، اس نے قانون کے خلاف ہمارے رسول کے سفیر حضرت حارث بن عمیر کو قتل کر دیا، اس کا بدلہ لینے کے لئے آپ نے جمادی الاولیٰ ۸ھ ہجری میں تین ہزار فوج روانہ کی، اس کا سردار زید بن حارثہ کو بنایا جو پہلے آپ کے غلام تھے، بعد میں آپ نے اُن کو آزاد کر دیا تھا، آپ نے لشکر روانہ ہوتے وقت یہ فرما دیا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب کو امیر بنانا اور اگر وہ بھی شہادت کا پیالا پی لیں تو عبداللہ بن رواحہ امیر بن جائیں۔

غسانی بادشاہ مسلمانوں سے لڑنے کے لئے ایک ہزار فوج کے ساتھ میدان میں آگیا، اور ہرقل شاہ روم نے بھی اس کی امداد کے لئے اپنے

امیروں کی فوج کے ساتھ بھیجا، غرض لڑائی شروع ہوئی، مسلمانوں کے تینوں امیر ایک ایک کرکے شہید ہوگئے۔ حضرت جعفر کے جسم پر تلواروں اور برچھیوں کے ۹۰ زخم تھے جو سب کے سب سامنے تھے، پیٹھ پر ایک بھی نہ تھا، آخر خالد بن الولید خود امیر بن گئے، اس روز آٹھ تلواریں اُن کے ہاتھ سے ٹوٹ ٹوٹ کر گریں، اور بڑی مشکل سے ان مسلمانوں کی جان بچی۔

ڈیڑھ دن کی لڑائی کے بعد حضرت خالد مسلمانوں کو دشمنوں کے نرغے سے نکال کر سلامتی سے مدینے واپس لے آئے۔ اس لڑائی کے بعد ہمارے رسول نے حضرت خالد بن الولید کو سیف اللہ" اللہ کی تلوار کا لقب عطا فرمایا۔

مکّہ کی فتح

گو حدیبیہ کے میدان میں مسلمانوں اور قریش کے درمیان دس سال کے لئے صُلح ہوگئی تھی، مگر قریش اس صلح کو قائم نہ رکھ سکے، انھوں نے ہمارے رسول کے ایک دوست قبیلے پر حملہ کر دیا، اور عین حرم کے اندر ان کو قتل کیا، ان میں سے جو لوگ بچ گئے۔ انھوں نے مدینے میں آکر دربار رسول میں شکایت

کی اور اِمداد طلب کی، آپ ان مظلوموں کی مدد کے لئے دس ہزار مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ۱۰ ر رمضان ۸ سنہ ہجری کو مکّے کی طرف روانہ ہوئے۔

آپ یہ نہیں چاہتے تھے کہ مکّے میں خون بہے، آپ نے کوشش کی کہ آپ کے روانہ ہونے کی خبر قریش کو نہ ہو، شہر میں داخل ہوتے وقت آپ نے اپنی فوج کو یہ ہدایتیں دیں :-

(۱) جو شخص ہتھیار پھینک دے، اُسے قتل نہ کیا جائے۔

(۲) جو بیت اللہ کے اندر چلا جائے، اُسے قتل نہ کیا جائے۔

(۳) جو اپنے گھر میں بیٹھ رہے، اُسے قتل نہ کیا جائے۔

(۴) جو ابوسفیان کے گھر میں چلا جائے، اُسے قتل نہ کیا جائے۔

(۵) جو حکیم بن حزام کے گھر میں جا رہے، اُسے قتل نہ کیا جائے۔

(۶) زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

(۷) قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔

(۸) بھاگ جانے والے کا پیچھا نہ کیا جائے۔

اللہ کا پیارا رسول ۲۰ رمضان کو شہر میں داخل ہوا، اونٹ کی سواری پر آپ بیت اللہ کو جا رہے تھے، آپ کے ساتھ آپ کے آزاد کئے ہوئے غلام زید کے صاحب زادے اسامہ بھی سوار تھے، آپ کا سر مبارک جھکا ہوا تھا اور سورۂ فتح کی تلاوت فرما رہے تھے، اللہ کے گھر میں داخل ہوئے تو اس میں ۳۶۰ بُت تھے، آپ نے اِن بُتوں سے اللہ کے گھر کو پاک وصاف کیا ہر ایک بُت کو خود اپنے ہاتھ سے گرایا، پھر اُس میں چاروں طرف اللہ اکبر کے ترانے گائے، نماز شکر ادا کی اور اپنی پیشانی کو خاک پر رکھ کر اللہ کے سامنے سجدہ کیا۔

جب آپ بیت اللہ سے باہر نکلے تو مکّے کے تمام سردار اور بڑے بڑے لوگ جمع ہو گئے تھے، انھوں نے برابر اکیس ۲۱ سال تک آپ کو آپ کے دوستوں کو اور اُن کے مال وجائداد کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی، آپ نے اُن سے فرمایا:-

"اے قریش کے لوگو! اللہ نے آج تمھارے غرور اور فخر کو توڑ دیا،

جو تم اپنے باپ دادا پر کیا کرتے تھے۔ سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنایا گیا تھا، اللہ فرماتا ہے ہم نے تم کو ایک مرد عورت سے پیدا کیا ہم نے تمھارے خاندان اور قبیلے صرف اس لئے بنائے ہیں کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، اللہ کے دربار میں عزت صرف اس شخص کو ہے جس میں پرہیزگاری زیادہ ہو۔ جاؤ تم آزاد ہو، اور آج تم پر کوئی گرفت نہیں۔"

بچو! ہمارے رسول جیسا رحم دل انسان تمھیں کوئی نہیں ملے گا، وہ اگر چاہتے تو اپنے دشمنوں سے بدلہ لیتے، اور سب کو قتل کر دیتے، مگر آپ نے سب کو معاف کر دیا، تم بھی جب اپنے دشمن پر قابو پالو تو معاف کر دو، تم اپنے خاندان پر غرور نہ کرو، بلکہ نیک بنو کہ اللہ کے پاس وہی عزت والا ہے جو سب سے زیادہ نیک ہے۔

حُنین کی لڑائی

ہمارے رسول کو اطلاع ملی کہ ہوازن اور ثقیف کے قبیلے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کو جمع ہو گئے ہیں، یہ عرب کے مشہور تیر انداز اور لڑنے والے

تھے، آپ بھی بارہ ہزار فوج کے ساتھ مکّے سے حُنین کی طرف بڑھے، صحابہ نے جب دیکھا کہ اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے تو اُن کے دل میں غرور پیدا ہوا، اور کہنے لگے کہ "آج ہمارے پاس اتنی فوج ہے کہ ہم کبھی شکست نہیں کھا سکتے"

اللہ کو اُن کا یہ غرور پسند نہ آیا مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے اور دشمن کے تیروں کے سامنے بھاگنے لگے، مگر اللہ کے رسول نے اُن کو واپس بلایا پھر جو جم کر لڑے اور دل سے غرور نکال دیا تو اُن کو فتح ہو گئی۔

دیکھو! غرور اور تکبّر کیسی بُری بلا ہے، اس سے تمھیں ہمیشہ بچنا چاہئیے، تمھیں یہ چاہئیے کہ جو کام تم کرنا چاہو، اس میں اپنی تمام قوّت خرچ کر دو اور نتیجے کو اللہ پر چھوڑ دو، اپنی تعداد، دولت اور عقل پر بھروسہ نہ کرو، بھروسہ فقط اللہ کی مدد پر ہونا چاہئیے۔

طائف میں قبیلہ ہوازن ہی کے لوگوں نے ہمارے رسول کو پتھروں سے زخمی کیا تھا، جب آپ شروع شروع میں اُن کے پاس گئے کہ ان کو اسلام

کی دعوت دی، اب فتح کے بعد اس قبیلے کے سردار جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے اپنے قیدیوں کے رہا کئے جانے کی درخواست کی تو آپ نے نہ صرف ان قیدیوں کو رہا کیا، بلکہ اُن کو اپنے پاس سے لباس پہنا کر رخصت کیا، اِن قیدیوں میں آپ کی دودھ بہن شیما بھی تھیں، لوگوں نے ان کو گرفتار کیا تو کہنے لگیں "میں تمھارے رسول کی بہن ہوں"، لوگ تصدیق کے لئے آپ کے پاس لے آئے، انھوں نے اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی کہ ایک دفعہ آپ نے بچپن میں دانت سے کاٹا تھا یہ اس کا نشان ہے۔

آپ کی آنکھوں میں محبّت کی وجہ سے آنسو بھر آئے اُن کے لئے زمین پر اپنی چادر بچھادی، محبّت کی باتیں کیں، کچھ اونٹ اور بکریاں دیں، پھر فرمایا، "جی چاہے تو میرے پاس رہو، اور یہ بہتر ہے، اور اگر چاہو تو تمھاری قوم کے پاس تمھیں پہنچا دیا جائے، وُہ وطن جانا چاہتی تھیں آپ نے اُن کو بہت سے تحفے دے اور عزّت کے ساتھ اُن کے گھر پہنچا دیا۔

رسول کی محبّت

اس لڑائی کے بعد ہمارے رسول نے مال غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، مگر سب سے زیادہ اُن لوگوں کو ملا جو مکّے کے تھے اور ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے، اس پر انصار کو رنج ہوا، اور ان میں سے بعض نوجوانوں نے کہا کہ آپ نے قریش کو انعام دیا اور ہمیں کچھ نہ دیا، کسی نے کہا کہ مشکلوں میں ہم یاد آتے ہیں اور غنیمت کا مال دوسروں کو ملتا ہے۔

آپ نے سُنا تو انصار کو بلایا، چمڑے کا ایک خیمہ لگایا گیا، جب سب جمع ہوگئے تو آپ نے اُن سے پوچھا کہ "کیا تم نے یہ باتیں کہی ہیں؟" انھوں نے عرض کیا "صرف نوجوانوں نے ایسا کہا ہے"، اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا اور انصار سے فرمایا:۔

"کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم لوگ گمراہ تھے اللہ نے میری وجہ سے تم کو ہدایت دی تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، میرے ذریعے سے تم میں اتفاق ہوا، تم غریب تھے، میری بدولت اللہ نے تم کو غنی کیا"

آپ یہ فرماتے جاتے تھے ، اور انصار ہر فقرے پر کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کا ہم پر سب سے زیادہ احسان ہے۔

آپ نے فرمایا، نہیں، تم لوگ یہ جواب دے سکتے تھے کہ اے محمد ساری دنیا نے تم کو جھٹلایا، ہم نے تمھاری تصدیق کی، سب نے تم کو چھوڑ دیا، مگر ہم نے پناہ دی، تو محتاج آیا، ہم نے تیری مدد کی، تم یہ جواب دو، میں تمھاری ہر ایک بات کی تصدیق کروں گا، لیکن اے گروہ انصار! کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ اور لوگ اونٹ اور بکریاں لے کر جائیں اور تم محمد کو گھر لے چلو۔"

یہ سن کر انصار بے اختیار چیخ اٹھے ، اُن کی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں ، اور عرض کیا، بس صرف ہم کو محمد درکار ہے۔

حیرت انگیز ایثار

اس جنگ میں جس قدر قیدی تھے ، اُن کو رہا کرانے کے لئے ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، یہ وفد اس قبیلے کا تھا جس سے آپ کی

دودھ ماں حضرت حلیمہ تھیں ،قبیلے کے سردار نے زبردست تقریر کر کے آپ سے درخواست کی کہ آپ قیدیوں کو چھوڑ دیں ، آپ نے فرمایا عبدالمطلب کے خاندان کا جتنا حصہ ان قیدیوں میں ہے ، وہ تمہارا ہے لیکن اگر تم تمام قیدیوں کو چھڑانا چاہتے ہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ نماز کے بعد سب کے سامنے یہ درخواست پیش کرو ۔ ان لوگوں نے ظہر کی نماز کے بعد ایسا ہی کیا ۔آن حضرت نے فرمایا: مجھے صرف اپنے خاندان پر اختیار ہے ، البتہ میں سب سے ان کے لئے سفارش کرتا ہوں ،" تمام حاضرین بول اُٹھے ، "ہمارا حصہ بھی حاضر ہے" اس طرح چھ ہزار قیدی فوراً آزاد ہو گئے ۔"

جنگ تبوک

مدینے میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ رومیوں نے شام میں بہت بڑا لشکر جمع کیا ہے اور فوج میں سال بھر کی تنخواہ بھی تقسیم کر دی ہے کہ مسلمانوں سے بدلہ لیں ، یہ سن کر مسلمانوں کو بڑی فکر ہوئی ، ہمارے رسول نے بھی تیاری شروع کر دی ، قحط کا زمانہ ، گرمی کی شدّت اور دور کا سفر تھا ، اکثر لوگوں

کو گھر سے نکلنا پسند نہ تھا، منافق خود بھی جی چراتے، اور دوسروں کو بھی روکتے تھے، صحابہ نے اس موقع پر اسلام کی محبّت کا زبردست ثبوت دیا، اور اپنی حیثیت کے موافق لشکر کی مدد کی، حضرت ابوبکر تو گھر کی ایک ایک چیز گن کر لے آئے، آخر رجب ۹ھ ہجری کو ہمارے رسول ۳۰ ہزار فوج کے ساتھ تبوک کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی، آپ وہاں بیس دن تک ٹھہرے اس پاس کے عیسائیوں نے آپ کی اطاعت قبول کی اور جزیہ دینے پر راضی ہو گئے، جب آپ واپس تشریف لائے تو لوگ شوق میں استقبال کو نکلے، یہاں تک کہ عورتیں بھی گھروں سے باہر نکل آئیں، اور لڑکیوں نے خوشی میں گیت گائے۔

حج کا حکم

۹ھ سنہ ہجری میں حج کا حکم ہوا، آپ نے حضرت ابوبکر کو حاجیوں کا امیر بنا کر بھیجا، اور تین سو صحابہ اُن کے ساتھ روانہ کیے، بعد کو

حضرت علی بھی اُن کے ساتھ مل گئے، وہاں جاکر اِن لوگوں نے اعلان کیا کہ اب آیندہ کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر نہ آسکے گا، اور نہ ننگے بدن اس کا طواف کرسکے گا۔

حجتہ الوداع

تمام عرب پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا، اور وہاں کے رہنے والے مسلمان ہوگئے یعنی ہمارے رسول جس کام کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے وہ ایک حد تک پورا ہوگیا۔ اسلام کے حکموں میں صرف ایک حج باقی رہ گیا تھا، جو آپ نے ابھی تک ادا نہیں کیا تھا، اب آپ نے ذیقعدہ سنہ ہجری میں حج کا اعلان کیا اور اسی مہینے کی ۲۶ تاریخ کو مدینے سے روانہ ہوگئے اس سفر میں ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان آپ کے ساتھ تھے۔

جب آپ مکّے پہنچے تو خاندان ہاشم کے لڑکے خوشی سے باہر نکل آئے آپ نے محبّت کی وجہ سے کسی کو آگے اور کسی کو پیچھے اونٹ پر بٹھا لیا، پھر آپ نے کعبے کا طواف کیا، آپ نے عرفات کے میدان میں اونٹنی کی پیٹھ

پر خطبہ دیا، جس کے آخر میں آپ نے فرمایا:۔ "اپنے رب کی پوجا کرو، پانچوں وقت کی نماز پڑھو۔ مہینے کا روزہ رکھا کرو اور اپنے مسلمان حاکموں کی بات مانو تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے" جب آپ خطبے سے فارغ ہوئے تو اسی جگہ یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ

آج میں نے کامل کردیا تمہارے لئے تمہارے دین کو اور پورا کردیا تم پر

نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔

اپنا احسان اور پسند کیا تمہارے لئے دین اسلام

قربانی کے دن ہمارے رسول نے ۶۳ اونٹ اپنے ہاتھ سے ذبح کئے، اور آپ کی طرف سے ۳۷ اونٹ حضرت علی نے ذبح کئے۔

وفات

حج سے واپس آکر ہمارے رسول ۲۹ صفر ۱۱ سنہ ہجری دوشنبہ کے دن بیمار ہوئے، جب تک کہ آپ کے جسم میں طاقت رہی آپ برابر مسجد ہی میں

جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے، وفات سے پانچ روز پہلے آپ نے فرمایا: "تم سے پہلے ایک قوم گذر چکی ہے جو نبیوں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ کرتی تھی، تم ایسا نہ کرنا۔"

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں نے اس آخری نصیحت کو بھلا دیا بچو! تم اس نصیحت کو یاد رکھو، اور کبھی کسی قبر کے آگے اپنا سر نہ جھکاؤ، اور مسجد ہی میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو۔

گھر میں جو کچھ تھا، اللہ کی راہ میں دے دیا گیا تھا، جس رات کی صبح کو آپ کا انتقال ہوا ہے، اس رات چراغ کا تیل حضرت عائشہ نے اپنی ایک پڑوسن سے مانگا تھا، آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی، نزع کی حالت میں حسن اور حسین آئے تو نانا کا حال دیکھ کر رونے لگے، آپ نے ان دونوں کو چوما، حضرت علی سے فرمایا "لونڈی اور غلام کی نسبت اللہ کا حکم یاد رکھو، انھیں خوب کھلاؤ پلاؤ اور اُن کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو۔"

آخر میں آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے: "نماز، نماز، لونڈی اور

غلام کے حقوق"۔ پاس ہی پانی کی لگن تھی، اس میں بار بار ہاتھ ڈالتے اور چہرے پر ملتے، چادر کبھی منہ پر ڈالتے اور کبھی ہٹا لیتے، اتنے میں ہاتھ اُٹھا انگلی سے تین دفعہ اشارہ کر کے فرمایا:۔ "اے اللہ بہترین رفیق"، یہی کہتے کہتے ہاتھ لٹک آئے، آنکھیں پتھرا گئیں، آخر ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ ہجری کو دوشنبہ کے دن ۶۳ سال ۵ دن کی عمر میں چاشت کے وقت آفتاب رسالت غروب ہوگیا، اور ہمارے پیارے رسول ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا ہوگئے، جس جگہ فوت ہوئے وہیں دفن کر دئے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

(ہم اللہ ہی کے ہیں، اور ہم سب کو اُسی کی طرف لوٹنا ہے)

مبارک صورت

ہمارے رسول نہایت ہی خوب صورت تھے، آپ کا قد میانہ تھا، اور رنگ سُرخ سفید، پیشانی چوڑی اور اونچی تھی، آواز میں بھاری پن تھا، آنکھیں سیاہ اور پلکیں بڑی بڑی تھیں، آپ کے دوستوں پر آپ کی خوب صورتی کا بہت زیادہ اثر تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

اسلام لانے سے پہلے یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے، انھوں نے جب پہلی مرتبہ آپ کا مبارک چہرہ دیکھا تو فوراً بول پڑے "اللہ کی قسم یہ چہرہ جھوٹے کا نہیں"۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ "آپ کا چہرہ چاند اور سورج کی طرح چمکتا تھا، آپ کے ایک دوست بیان کرتے ہیں کہ رات کو چاند نکلتا تو کبھی آپ کو دیکھتا تھا اور کبھی چاند کو، آپ مجھے چاند سے بھی زیادہ خوب صورت معلوم ہوتے تھے"۔

باتیں

آپ اکثر خاموش رہتے اور بغیر ضرورت کے کبھی بات نہ کرتے جب بولتے تو ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے، ایک ایک فقرہ الگ الگ ہوتا کہ سننے والا یاد رکھ سکتا تھا۔ عام طور پر ایک ایک بات کو تین تین بار دہراتے، اگر کسی بات پر زور دینا ہوتا تو اُسے کئی بار فرماتے، تمام گفتگو ایسی ہوتی گویا موتی پروئے ہوئے ہیں، الفاظ ایسی ترتیب سے بیان کرتے کہ سننے والا

اگر چاہتا تو انھیں گن سکتا تھا، آپ کی باتیں میٹھی اور شیریں ہوتیں۔

ہنسی

آپ کبھی کھل کھلا کر نہیں ہنسے مسکرانا ہی آپ کا ہنسنا تھا، تہجد کی نماز میں اکثر رو پڑا کرتے، کبھی کسی وفادار دوست کی وفات پر آنکھوں میں آنسو آجاتے، آپ کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام دودھ پیتے گذر گئے، جب انھیں قبر میں رکھا گیا تو ہمارے رسول کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا "آنکھوں میں آنسو ہیں، اور دل میں غم ہے، مگر ہم وہی کہتے ہیں جو ہمارے رب کو پسند ہے، ابراہیم ہمیں تمھاری وجہ سے رنج ہوا۔"

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود آپ کو قرآن پاک سنا رہے تھے جب وہ پڑھتے پڑھتے ایک آیت پر پہنچے تو آپ نے فرمایا "بس ٹھہر جاؤ" انھوں نے آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔

غذا

آپ سرکہ، شہد، حلوا، روغن زیتون اور کدو خاص طور پر پسند

فرماتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت امام حسن اور عبداللہ بن عباس حضرت سلمٰی کے پاس گئے اور کہا آج ہمیں وہ کھانا کھلاؤ جو ہمارے رسول کو بہت پسند تھا بولیں "بھلا تم اس کو کیسے پسند کروگے"، مگر جب انھوں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے جو کا آٹا پیس کر ہانڈی میں چڑھا دیا اور اوپر سے روغن زیتوں، زیرہ اور کالی مرچیں ڈال دیں، پکنے پر لوگوں کے سامنے رکھا، اور کہا کہ آپ کی سب سے زیادہ پسندیدہ غذا یہی تھی۔

لباس

چادر، قمیص، تہمد آپ کا عام لباس تھا، پاجامہ آپ نے خریدا ہے مگر پہنا نہیں، آپ کو یمن کی چادر بہت پسند تھی جو دھاری دار ہوتی، عمامہ اکثر سیاہ رنگ کا ہوتا، جس کے نیچے سر سے لپٹی ہوئی ٹوپی ہوتی، بچھونا چمڑے کا گدا ہوتا، جس میں روئی کے بجائے کھجور کے پتے ہوتے، چارپائی بان کی بنی ہوئی ہوتی، جس سے اکثر آپ کے مبارک جسم میں نشان پڑ جاتے۔

صفائی

آپ کو صفائی اور ستھرائی بہت پسند تھی، اگر کسی کو میلے اور خراب کپڑے پہنے دیکھتے تو اسے صفائی کی طرف توجہ دلاتے، ایک دفعہ جمعہ کے دن آپ مسجد میں تشریف لائے، مسجد تنگ تھی، کام کاج کرنے والے لوگ میلے کپڑوں میں چلے آئے، گرمی کا زمانہ تھا، پسینہ آیا تو بو تمام مسجد میں پھیل گئی، آپ نے فرمایا: "نہا کر آتے تو اچھا ہوتا" اسی روز سے جمعہ کے روز نہانا شریعت کا ایک حکم بن گیا۔

اگر کوئی شخص مسجدوں کی دیواروں پر یا سامنے زمین پر تھوک دیتا تو اس کو سخت ناپسند فرماتے، اور خود چھڑی کی نوک سے کھرچ دیتے، ایک دفعہ آپ نے دیوار پر تھوک دیکھا تو غصے سے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا، ایک انصاری عورت نے اس دھبے کو مٹایا، اور اس جگہ خوشبو لگا دی تو آپ بہت خوش ہوئے اور اس کی تعریف کی۔

ایک دفعہ ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے، اسی حالت میں انھوں نے

تھوک دیا، آپ نے دیکھا تو فرمایا کہ "یہ شخص اب نماز نہ پڑھانے پائے" بودار چیزوں سے آپ کو سخت نفرت تھی، پیاز، لہسن اور مولی کھا کر مسجد میں آنے کی اجازت نہ تھی' آپ نے فرمایا کہ "جو شخص پیاز لہسن کھائے وہ ہمارے پاس نہ آئے' اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے" آپ نے حکم دیا کہ مسجدوں میں مجنوں نہ آنے پائیں، جمعہ کے روز مسجدوں میں خوشبو کی انگیٹھیاں سلگائی جائیں۔

عرب کے لوگ راستے میں پیشاب کر دیا کرتے تھے، آپ نے اُس سے روکا اور اُن لوگوں پر لعنت کی جو راستے میں یا درختوں کے سایے میں بول کرتے ہیں۔ امیر اور دولت مند لوگ صرف کاہلی اور سستی کی وجہ سے برتن میں پیشاب کر لیا کرتے ہیں، آپ نے اس سے بھی روکا۔

دن رات کے کام

صبح کی نماز پڑھ کر آپ اسی جگہ تشریف رکھتے، لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے، اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو آپ خواب سن کر اس کی تعبیر بیان فرماتے، دن چڑھ جاتا تو گھر میں جا کر پھٹے کپڑے سیتے، جوتے کو گانٹھ لگاتے

اور دودھ دوہ لیتے۔

عشاء کی نماز کے بعد کسی سے بات کرنا پسند نہ فرماتے کبھی معمولی بستر پر آرام فرماتے، کبھی کھال پر، کبھی چٹائی پر، اور کبھی خالی زمین پر سو جاتے۔ سوتے وقت تھوڑا سا قرآن پڑھتے، رات کے پچھلے پہر اُٹھ کر پہلے مسواک کرتے، پھر وضو کر کے آٹھ رکعت نفل پڑھتے، کبھی کبھی آپ تمام رات نماز میں گذار دیتے اور آپ کے پاؤں پر ورم آجاتا۔

میل ملاقات

جب آپ کسی سے ملتے تو سب سے پہلے آپ خود سلام کرتے، اور ہاتھ ملاتے، ہاتھ ملانے کے بعد آپ دوسرے کا ہاتھ نہ چھوڑتے جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دیتا، اگر کوئی شخص جھک کر آپ کے کان میں کچھ کہنا چاہتا تھا تو آپ اس کی طرف سے رُخ نہ پھیرتے جب تک کہ وہ خود منہ نہ ہٹا لیتا۔

اگر کوئی شخص ملنے کے لئے آتا تو دروازے پر کھڑے ہو کر پہلے السلام علیکم کہا کرتا پھر اندر آنے کی اجازت مانگتا، اگر کوئی ا[illegible]

اُسے واپس کر دیتے، ایک دفعہ قریش کے ایک سردار نے اپنے بھائی کے ہاتھ دودھ، ہرن کا بچہ، اور لکڑیاں ہمارے رسول کی خدمت میں بھیجیں، وہ اجازت لئے بغیر اندر آگیا، آپ نے فرمایا "واپس جاؤ، اور سلام کر کے اندر آؤ۔"

حضرت جابر بن عبد اللہ آپ کی خدمت میں حاضری کے خیال سے آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا، آپ نے پوچھا کون ہے، جابر نے جواب دیا "میں" آپ نے فرمایا "میں، میں، یعنی اپنا نام بتاؤ۔"

آپ بھی جب کسی سے ملنے جاتے تو دروازے کے دائیں یا بائیں کھڑے ہو کر السلام علیکم کہہ کر اجازت مانگتے، اگر گھر کے اندر سے اجازت نہ ملتی تو واپس جاتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کے حجرے میں سوراخ میں سے جھانک رہا تھا، آپ اٹھے اور اس کی آنکھ پھوڑ ڈالنے کا ارادہ کیا، پھر فرمایا "اگر کوئی شخص بغیر اجازت تمھیں جھانکے اور تم کنکری مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دو تو کوئی ہرج نہیں۔"

خاص خادم

ہمارے رسول کے ایک خادم حضرت عبد اللہ بن مسعود تھے، انھوں نے

آپ کی مبارک زبان سے سن کر قرآن پاک کی ستر سورتیں یاد کی تھیں یہ آپ کے ساتھ سفر میں رہتے، آپ کے سونے، وضو اور مسواک کا انتظام کرتے، جب آپ مجلس سے اُٹھتے تو جوتیاں پہناتے۔ راستے میں چھڑی لے کر آگے آگے چلتے۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ آپ کے خاص خادم اور موذّن تھے۔ جب حضرت ابوبکر نے انھیں خرید کر کے آزاد کر دیا تو اسی وقت سے یہ برابر آپ کی ہی خدمت میں رہتے تھے، آپ کے گھر کا انتظام یہی کرتے، بازار سے سودا لانا، قرض دام لینا، اور ادا کرنا، مسلمانوں کا کھانا کھلانا اُن کے ذمّے تھا۔

حضرت انس دس سال تک آپ کی خدمت میں رہے، لوگوں کے پاس آنا جانا، چھوٹے چھوٹے کام کرنا، اور وضو کا پانی لانا آپ کا کام تھا، ایک روز آپ نے اُن کے لئے دعا فرمائی، "الٰہی اسے مال بھی بہت دے، اور اولاد بھی بہت دے، اور جو کچھ اسے دے، اس میں برکت بھی دے"۔

عام عادت

دائیں ہاتھ سے یا دائیں طرف سے کام کرنا آپ کو بہت پسند تھا، مسجد

میں پہلے دایاں پاؤں رکھتے، جوتا پہلے دائیں پاؤں میں پہنتے، اگر کوئی چیز مانگتے تو دائیں طرف سے، اگر کوئی کام شروع کرتے تو بسم اللہ کہہ کر شروع کرتے۔

کم زوروں کا خیال

آپ کی ایک پاک بی بی کا نام حضرت صفیہ تھا، ایک دفعہ سفر میں وہ آپ کے ساتھ تھیں، اُن کی عادت یہ تھی کہ تمام بدن کو چادر سے ڈھانپ کر پچھلی جگہ پر آپ کے ساتھ سوار ہوا کرتی تھیں، جب وہ اونٹ پر سوار ہونے لگتیں تو آپ اپنا گھٹنا آگے بڑھا دیتے، حضرت صفیہ اپنا پاؤں آپ کے گھٹنے پر رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جایا کرتیں۔

ایک دفعہ اونٹنی کا پاؤں پھسلا، ہمارے رسول اور حضرت صفیہ دونوں گر پڑے، ابو طلحہ دوڑے دوڑے آپ کی طرف آئے، آپ نے فرمایا پہلے عورت کی خبر لو۔

رحم و کرم

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ نے اپنی ذات کے لئے کسی سے

بدلہ نہیں لیا:

اُحد کی لڑائی میں کافروں نے آپ کے دانت شہید کر دیئے، سر پھوڑا اور حضور ایک غار میں گر گئے، آپ کے دوستوں نے آپ سے درخواست کی کہ ان کافروں پر بد دعا کریں، آپ نے فرمایا "میں لعنت کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا، بلکہ میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں کہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤں" پھر آپ نے یوں دعا فرمائی: "اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ مجھے نہیں جانتی"۔

ایک دفعہ ایک درخت کے نیچے آپ آرام فرما رہے تھے اور آپ کی تلوار درخت کے ساتھ لٹک رہی تھی کہ ایک کافر آ گیا، اس نے تلوار نکالی اور گستاخی سے آپ کو جگا کر پوچھا "اب تمھیں کون بچائے گا" آپ نے فرمایا "اللہ" یہ سنا تھا کہ وہ چکر کھا کر گر پڑا، اب آپ نے تلوار اٹھائی اور پوچھا "اب تمھیں کون بچا سکتا ہے" وہ بالکل حیران رہ گیا۔ آپ نے فرمایا "جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا"۔

ایک شخص نے آپ کی بیٹی حضرت زینب کے نیزہ مارا تھا وہ ہودج سے گر پڑیں، اور اسی صدمے سے فوت ہوگئیں، اس شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر معافی مانگی تو آپ نے اسے معاف کردیا۔

صبر اور حلم

آپ کو ایک شخص کا قرض دینا تھا، وہ ایک روز مانگنے کے لئے آیا، اور آتے ہی آپ کے مبارک کندھوں سے چادر اُتار لی، جسم کے کپڑے پکڑ لئے اور کہنے لگا کہ "آپ کے خاندان والے کبھی وقت پر قرض ادا نہیں کرتے،،
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بات پر اس کو جھڑک دیا، آپ ہنس پڑے اور فرمایا "عمر تمھیں یہ چاہیئے تھا کہ ہم دونوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے مجھے اچھی طرح ادا کرنے کو کہتے اور اُسے شریفانہ طور پر مانگنے کو" پھر آپ نے حضرت زید سے فرمایا "ابھی وعدے میں تین دن باقی ہیں"۔ آخر حضرت عمر کو حکم دیا کہ "اس کا قرض ادا کردو، اور کچھ زیادہ بھی دینا۔ کیوں کہ تم نے اس کو ڈرایا دھمکایا بھی تھا"

یک بدو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس زور سے آپ کی چادر کو جھٹکا دیا کہ اس کا کنارا آپ کی گردن میں گڑ گیا، اور نشان پڑ گیا، پھر اس نے کہا: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مال جو تیرے پاس ہے، نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا، بلکہ خدا کا ہے، اس میں سے مجھے بھی ایک اونٹ کا بوجھ دلاؤ" آپ تھوڑی دیر چپ رہے، پھر فرمایا "بے شک یہ اللہ کا مال ہے، اور میں اس کا غلام ہوں، اس بدو کو جو اور کھجور کا ایک ایک اونٹ کا بوجھ دے دو۔"

جب آپ وعظ کے لئے طائف تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگوں نے آپ پر کیچڑ پھینکی، آوازے کسے، اور اتنے پتھر مارے کہ آپ خون سے تر بہ تر ہوگئے اور بے ہوش ہوگئے، باوجود اس کے پھر بھی آپ نے یہی فرمایا کہ "میں ان لوگوں کی تباہی نہیں چاہتا، اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو امید ہے اُن کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔"

رحمت

ہمارے رسول تمام جہانوں، تمام ملکوں اور تمام قوموں کے لئے

رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے، آپ نے ملکوں قوموں، رنگوں اور زبانوں کا فرق دور کرکے سب کے دلوں، دماغوں اور زبانوں پر ایک ہی پاک کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جاری کردیا۔

ایسے رسول کے دربار میں عثمان بن طلحہ بھی موجود ہے، جس کے پاس خانہ کعبہ کی کنجی تھی، عرب کے لوگ اس کی ویسی ہی عزت کرتے تھے جیسے پوپ کی عیسائی۔

اسی دربار میں عبداللہ بن سلام بھی ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، جن کو عرب کے تمام یہودی اپنا بہترین آدمی اور سردار مانتے تھے۔

بے شک اسی دربار میں حرمہ بن انس بھی ہے جو تمام الہامی کتابوں کا جاننے والا ہے جو شام اور بیت المقدس کا سفر کرچکا ہے۔ ہرقل شاہ روم کے دربار میں اس کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جس کی کرامتوں کا چرچا عیسائی کے دربار میں ہوتا ہے اور جس کو عرب کے تمام عیسائی اپنا لاٹ پادری مانتے ہیں،

وہ اب کھلم کھلا اقرار کرتا ہے، کہ اللہ کے سوا کوئی پوجنے کے لائق نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور مریم علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔

یہیں پر تمھیں حضرت سلمان فارسی ملیں گے، جو فارس کے بہت بڑے زمین دار کے اکلوتے بیٹے تھے، پہلے آگ کو پوجتے تھے، پھر عیسائی بنے مگر جب اس سے بھی اُن کے دل کی پیاس نہ بجھی تو وہ ایران سے شام، شام سے عراق اور عراق سے حجاز پہنچے اب انھوں نے آپ ہی کے قدموں کی مٹی کو اپنا فرش بنا لیا ہے۔

ایک طرف تمھیں خالد بن الولید دکھائی دیں گے، جنھوں نے احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو شکست دی تھی، اب وہی آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ لات وعزیٰ کے توڑنے کی اجازت دیجیے۔

دوسری جانب ذوالبجادین پر نظر پڑے گی جنھوں نے گھر بار چھوڑ دیا، اب کمبل کا تہمد ہے اور کمبل کا کرتا، جس کو ببول کے کانٹوں سے اٹکا رکھا ہے، اور

اسی بن خوش ہیں۔

یہ ہیں ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے نتیجے جس نے اللہ کی نعمت سے سب کو بھائی بھائی بنا دیا، جس نے ماں باپ کی بابت یہ تعلیم دی:-

"اُن کے لئے انکسار کے بازوؤں کو زمین پر بچھا، اور دعا بھی کیا کر، اے خدا ان پر رحم کر جیسا کہ انھوں نے مجھے بچپنے سے پالا ہے۔"

ہاں یہی جہانوں کے لئے رحمت ہمارے رسول ہیں جنھوں نے ہمیشہ کے لئے شراب اور جوا حرام کر دیا۔

وعظ و نصیحت

آپ نے اپنی تمام زندگی وعظ و نصیحت میں خرچ کر دی، ایک مرتبہ آپ نے فرمایا:- "لوگو اپنے اور بیگانے سب کو سلام کرو۔

کھانا کھلایا کرو

رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرو

اور لوگ جب رات کو سو رہے ہوں تو تم اللہ کی عبادت کیا کرو۔"

پندرہ باتیں

ایک دفعہ قبیلہ ازد کا وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وفد میں سات آدمی تھے، آپ کو ان لوگوں کی وضع قطع پسند آئی، اور پوچھا "تم کون لوگ ہو؟" انھوں نے جواب دیا "ہم مومن ہیں"، آپ نے فرمایا۔ "تمھارے ایمان کا کیا مطلب ہے؟" انھوں نے کہا "ہم میں پندرہ باتیں ہیں، پانچ باتوں کو دل سے مانتے، اور پانچ باتوں پر چلنے کا حکم آپ کے بھیجے ہوئے لوگوں نے دیا ہے اور پانچ کے ہم پہلے سے پابند ہیں"۔

پانچ دل سے ماننے کی باتیں یہ ہیں:۔ ایمان اللہ پر، فرشتوں پر، اللہ کی کتابوں پر، اللہ کے رسولوں پر، اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر۔

پانچ باتیں کرنے کی یہ بتائی گئی ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا، پانچ وقت کی نماز پڑھنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، اور جسے طاقت ہو اسے اللہ کے گھر کا حج کرنا۔

پانچ باتیں جن کے ہم پہلے سے پابند ہیں:۔ آسودگی کے وقت شکر کرنا، مصیبت میں صبر کرنا، اللہ کے فیصلے پر راضی ہونا، امتحان کے وقت سچائی

پر قائم رہنا، اور دشمن کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع نہ دینا۔

آپ نے سُنا تو فرمایا: "جن لوگوں نے تمھیں یہ تعلیم دی ہے وہ حکیم اور عالم تھے، ان کی عقل کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ پیغمبر تھے، اب پانچ چیزیں اور یاد کر لو کہ پوری بیس ہو جائیں:۔

وہ چیز جمع نہ کرنا جسے کھانا نہ ہو۔

وہ مکان نہ بنانا جس میں رہنا نہ ہو۔

ایسی باتوں میں مقابلہ نہ کرو جنھیں کل چھوڑ دینا ہو۔

اللہ کا ڈر رکھو جس کی طرف لوٹ کر جانا اور اس کے دربار میں پیش ہونا ہے۔

ان چیزوں کا شوق اپنے دل میں رکھو جو آخرت میں تمھارے کام آئیں گی، جہاں تمھیں ہمیشہ رہنا ہے۔"

ان لوگوں نے آپ کی نصیحت پر پورا عمل کیا۔

چند نصیحتیں

سنہ ۱۰ ہجری میں قبیلہ خولان کا ایک وفد آپ کی خدمت میں آیا، انھیں

آپ نے اور باتوں کے علاوہ خاص طور پر یہ نصیحتیں کیں:۔

وعدہ پورا کرنا

امانت ادا کرنا

اپنے پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ کرنا۔

کسی شخص پر بھی ظلم نہ کرنا، ظلم قیامت کے دن اندھیرا ہوگا۔

ماں باپ کی خدمت

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میں اسلام کے دشمنوں سے لڑنا چاہتا ہوں، آپ نے پوچھا کیا تمھارے ماں باپ زندہ ہیں؟ وہ بولا ہاں یا رسول اللہ، آپ نے فرمایا "اُن ہی کی خدمت میں حد درجے کی کوشش کرو"

پہلوان

آپ نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسروں کو کُشتی میں پچھاڑ دیتا ہے۔ بلکہ بہادر وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے آپ کو روک لیتا ہے۔

حیوانوں سے ہمدردی

ہمارے رسول نے فرمایا۔ "ایک شخص سفر کر رہا تھا، راستے میں پیاس لگی، اتفاق سے کنواں مل گیا، وہ اس میں اُترا، اور پانی پی کر باہر آگیا، باہر نکل کر دیکھا کہ ایک کتّا زبان منہ سے باہر نکالے ہوئے ہے اور پیاس کی وجہ سے ترزمین کو چاٹ رہا ہے، اس شخص نے دل میں کہا، "کتے کو ایسی ہی پیاس لگی ہے، جیسے مجھے لگی تھی"۔ اب وہ پھر کنوئیں میں اُترا، اپنا موزہ پانی سے بھر کر لایا، اُسے پلا دیا، اللہ نے اس کے اس کام کو پسند کیا اور اسے بخش دیا۔"

آپ کے دوستوں نے سوال کیا کہ کیا حیوانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے ہمیں ثواب ملے گا؟ آپ نے جواب دیا ہر ایک جان دار جو زندہ ہو اس کی بابت تم کو ثواب ملے گا۔

منافق کی نشانی

آپ نے فرمایا "جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں، وہ منافق ہے، اگر ان چار میں سے ایک بات اُس میں ہے تو اس میں نفاق کی ایک نشانی ہے۔

بولے تو جھوٹ بولے ۔

وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے ۔

اس کے پاس کچھ امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے ۔

جھگڑا کرے تو گالی بکنے لگے ۔"

بہترین کام

سنہ ۱۰ ہجری میں وفد سلامان آپ کی خدمت میں آیا اس وفد میں ایک شخص حبیب بن عمرو تھا ، اس نے پوچھا کہ سب کاموں میں سے بہترین کام کون سا ہے ، آپ نے فرمایا: "وقت پر نماز کا پڑھنا۔"

ان لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ ہمارے یہاں بارش نہیں ہوئی ، آپ نے اسی وقت زبان مبارک سے دعا کی ، "یا اللہ ان کے گھروں میں بارش بھیج" ، حبیب نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ان مبارک ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کیجئے" آپ مسکرائے اور دعا کی ۔

جب یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی روز

بارش ہوئی تھی، جس دن آپ نے دعا فرمائی تھی۔

جسمانی صحت

ہمارے رسول فرمایا کرتے تھے کہ رات کو بھوکا نہیں سونا چاہیئے اس لیۓ کہ اس سے آدمی جلد بوڑھا ہو جاتا ہے، کھانا کھاتے ہی سونے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

غذا کم کھاؤ، معدہ کا ایک حصّہ کھانے کے لئے، ایک پانی کے لئے اور ایک خود معدہ کے لئے چھوڑ دینا چاہیئے۔

تندرستوں کو ایسی بیماریوں سے احتیاط کی تاکید کرتے جو میل جول کی وجہ سے ایک دوسرے کو لگ جاتی ہیں، اور آپ خود بھی اس کا خیال رکھتے، آپ کی خدمت میں قبیلہ ثقیف کا وفد آیا تو اس میں ایک کوڑھی بھی تھا، آپ اس سے نہیں ملے بلکہ کہلا بھیجا کہ لوٹ جاؤ، ہم نے تمھاری بیعت قبول کر لی ہے۔

علاج کی بابت آپ کا حکم یہ تھا کہ کسی لائق تجربہ کار طبیب سے علاج کرانا چاہیئے اور پرہیز کرنا چاہیئے، ناتجربہ کار اور نیم حکیم کو علاج سے منع

فرماتے، اور اگر اس سے کسی بیمار کو نقصان پہنچتا تو اس کا ذمہ دار اس نیم حکیم کو ٹھیراتے۔

جن چیزوں کو شریعت نے حرام کیا ہے، فرماتے، ان کو استعمال نہ کرو، اس لئے کہ اللہ نے ان میں شفا نہیں رکھی، شراب کی بابت فرمایا وہ دوا نہیں، خود بیماری ہے۔

بیمار پرسی

اگر آپ کے دوستوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ اس کی مزاج پرسی کے لئے جاتے، بیمار کے پاس بیٹھ جاتے، اس کو تسلی دیتے، فرماتے انشاء اللہ یہ بیماری تمھارے گناہوں کو دھو ڈالے گی، بیمار سے پوچھتے کسی چیز کو جی چاہتا ہے اور اگر اس سے نقصان نہ ہوتا تو انتظام کر دیتے۔ ایک یہودی لڑکا آپ کی خدمت کیا کرتا تھا، وہ بیمار ہوا تو آپ اسے دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔

آپ نے فرمایا جب بیمار کا مزاج پوچھنے جاؤ تو اُسے زیادہ زندہ

رہنے کی امید دلاؤ، اس سے ہوتا تو کچھ نہیں مگر بیمار کا دل خوش ہوجاتا ہے۔

نام

آپ اچھے نام پسند فرماتے اور بُرے نام رکھنے سے روکتے، آپ نے فرمایا اللہ کو سب سے زیادہ یہ نام پسند ہیں، عبداللہ اور عبدالرحمٰن، ایک عورت کا نام عاصیہ (نافرمان) تھا، آپ نے اس کا نام بدل دیا فرمایا تو عاصیہ نہیں جمیلہ ہے، آپ کو اس بات کا یہاں تک خیال تھا کہ آپ نے حکم دے دیا تھا کہ آپ کے پاس ڈاک لانے والے وہ لوگ ہوں جن کے نام اچھے ہوں۔

سلام

آپ نے فرمایا سب سے بہتر اسلام یہ ہے کہ آدمی مسکینوں کو کھانا کھلائے اور ہر کس و ناکس کو سلام کرے، اگر کسی شخص میں تین باتیں جمع ہوجائیں تو اس میں ایمان جمع ہو گیا۔

اپنے نفس کے ساتھ انصاف کرنا

سب کو سلام کرنا۔

تنگی میں اللہ کے نام پر خرچ کرنا۔

ایک مرتبہ آپ لڑکوں کے پاس سے گذرے تو آپ نے پہلے خود انھیں سلام کیا، ایک دن عورتوں کی طرف آپ کا گذر ہوا تو انھیں اشارہ سے سلام کیا۔

آپ نے حکم دیا :۔

چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

راستہ چلنے والا بیٹھے ہوئے کو۔

سوار پیدل کو۔

اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو"

جب آپ کسی مجلس میں تشریف لاتے تو سلام کرتے اور جب جاتے تو سلام کرتے، آپ نے فرمایا "مجلس میں آؤ تو سلام کرو، جانے لگو تو سلام کرو، ایک دفعہ آپ کا گذر ایسی مجلس کے پاس سے ہوا جس میں مسلمان اور مشرک ملے جلے بیٹھے تھے۔ آپ نے سب کو سلام کیا، جب کوئی شخص کسی دوسرے آدمی کا سلام پہنچاتا تو سلام کرنے والے اور پہنچانے والے،

دونوں کو جواب دیتے۔

دوسروں کا کام

خباب بن ارت ایک صحابی تھے، جنھیں آپ نے کسی جنگ پر بھیج دیا تھا، اُن کے گھر میں کوئی مرد نہ تھا اور عورتیں دودھ دوھنا نہیں جانتی تھیں۔ آپ روزانہ اُن کے گھر تشریف لے جاتے اور دودھ دوہ دیا کرتے۔

ایک مرتبہ آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے تھے کہ ایک بدو آیا اور آپ کا دامن پکڑ کر کہنے لگا کہ میرا تھوڑا سا کام رہ گیا ہے، پہلے آپ اُسے کر دیجئے، ورنہ میں بھول جاؤں گا، آپ اس کے ساتھ فوراً مسجد سے باہر تشریف لے آئے اور اس کا کام کر کے پھر نماز شروع کی۔

اپنا کام

ایک دفعہ آپ کے خاص خادم حضرت انس رضی اللہ عنہٗ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے اونٹ کے بدن پر تیل مل رہے ہیں۔

جب بیت اللہ کی عمارت بن رہی تھی اور آپ ابھی بچے ہی تھے تو آپ پھر

اُٹھا اُٹھا کر معماروں کے پاس لاتے تھے، مسجد قبا، مسجد نبوی اور خندق کھودنے میں آپ نے کام کیا، ایک سفر میں صحابہ نے بکری ذبح کی اور اُس کو پکانے کے لئے آپس میں کاموں کو بانٹ لیا، آپ نے فرمایا کہ جنگل سے لکڑیاں میں لے آؤں گا، آپ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو آپ خود ہی اس کو درست کر لیتے۔ چند صحابہ نے دیکھا کہ آپ اپنے مکان کی مرمت کر رہے ہیں تو وہ بھی آپ کے شریک ہوگئے، کام ختم ہونے پر آپ نے اُن کے لئے دعا فرمائی۔

حسن خلق

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ مدینے میں ایک یہودی تھا، جس سے میں قرض لیا کرتا تھا، ایک سال اتفاق سے کھجوریں نہ پھلیں اور میں قرض ادا نہ کر سکا، یہاں تک کہ پورا سال گذر گیا، اگلے سال پھر یہی ہوا، اب اس نے تقاضا شروع کیا، میں نے اُس سے مہلت مانگی تو اس نے مہلت دینے سے انکار کر دیا، میں نے تمام واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کیا، آپ دو مرتبہ اس یہودی کے گھر تشریف لے گئے، اور اس سے سفارش کی مگر

وہ کسی طرح راضی نہ ہوا، آخر آپ نے فرمایا کہ چبوترے پر فرش بچھا دو، آپ اس پر سوار ہو گئے۔ اٹھے تو پھر اس یہودی سے فرمایا کہ مہلت دے دو، وہ اب بھی راضی نہ ہوا، تو درختوں کے جھنڈ میں تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا، کھجوریں توڑنی شروع کر دو، آپ کی برکت سے اتنی کھجوریں نکلیں کہ قرض ادا کرنے کے بعد بھی بچ رہیں۔

ایک دفعہ آپ گوشت تقسیم فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک عورت آئی اور سیدھی آپ کے پاس چلی آئی، آپ نے اس کی بہت تعظیم کی، اور اپنی چادر اس کے لئے بچھا دی، لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ آپ کی دودھ اماں تھیں۔

ایسے ہی آپ ایک مرتبہ تشریف رکھتے تھے کہ آپ کے دودھ والد آ گئے، آپ نے اُن کے لئے چادر کا ایک حصہ بچھا دیا، پھر دودھ اماں آ گئیں، تو دوسرا حصہ بچھا دیا، آخر میں دودھ بھائی آ گئے تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور انھیں اپنے سامنے بٹھا لیا۔

حضرت ابوذر ایک مشہور صحابی ہیں، آپ نے انھیں ایک مرتبہ بلا بھیجا۔ وہ گھر پر نہ تھے، تھوڑی دیر کے بعد آئے تو آپ لیٹے ہوئے تھے، آپ انھیں دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور سینے سے لگا لیا۔

مردانہ ورزشیں

ہمارے رسول اپنے دوستوں کو ورزش کا شوق دلایا کرتے تھے، عرب کے ایک نہایت مشہور پہلوان رکانہ تھے، انھوں نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آپ کشتی میں مجھے پچھاڑ دیں تو میں اسلام قبول کر لوں گا، آپ نے اُن کو تین بار پچھاڑا، آخر انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔

نشانہ بازی کی مشق کے لئے آپ لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے کہ تیر چلانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں۔

گھوڑ دوڑ آپ کے حکم سے ہوا کرتی تھی، لمبی دوڑ ۵ یا ۶ میل کی اور ہلکی ایک میل کی ہوتی تھی۔

بچو! تم بھی مردانہ ورزشیں سیکھو، اور اپنے آپ کو مضبوط بناؤ۔

ہمارے رسول اس بات کو بہت پسند کرتے تھے۔

گھر کے اندر

ایک شخص نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ ہمارے رسول گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ جواب دیا کہ گھر کے کام کاج میں لگے رہتے، گھر میں خود جھاڑو دیتے دودھ دوہ لیتے، بازار سے سودا خرید لاتے خود اپنے ہاتھ سے کپڑوں میں پیوند لگا لیتے، جوتی پھٹ جاتی تو خود گانٹھ لیتے، ڈول میں ٹانکے لگا لیتے، اونٹ کو اپنے ہاتھ سے باندھ دیتے، اس کو چارہ ڈال دیتے، اور غلام کے ساتھ مل کر آٹا گوندھتے تھے

بچو! تم بھی ان کاموں کو ذلیل نہ سمجھو! جب ہمارے رسول سب کام کر لیتے تھے تو تم بھی اُن کی پیروی کی کوشش کرو، اور کوئی شرم نہ کرو۔

بچوں کے ساتھ

ہمارے رسول کو بچے بڑے ہی محبوب اور پیارے تھے آپ بچوں سے خوب ہی محبت اور پیار کیا کرتے تھے، آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کا حق نہ پہچانے، وہ ہم مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔

آپ کی عادت تھی کہ جب آپ بچوں کے پاس سے گذرتے تو آپ خود اُن کو سلام کرتے، آپ کے ایک دوست حضرت انس کہتے ہیں کہ میں آپ کے پاس تھا آپ بچوں کے پاس سے گذرے جو کھیل رہے تھے آپ نے ان کو سلام کیا۔

جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تو جو بچے راہ میں ملتے ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھا لیتے، جب آپ حج کے لئے مکّے تشریف لے گئے اور بنو ہاشم کے لڑکوں نے آپ کا استقبال کیا تو محبت کی وجہ سے ان کو اپنی اونٹنی پر آگے اور پیچھے بٹھا لیا، ایک دفعہ آپ اونٹنی پر سوار تھے آگے حسن بیٹھے تھے اور پیچھے حسین۔

ایک مرتبہ خالد بن سعید آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اُن کی لڑکی بھی اُن کے ساتھ تھی، جو سُرخ رنگ کا کُرتا پہنے ہوئے تھی، آپ نے اُسے دیکھ کر فرمایا۔ "بہت اچھا، بہت اچھا" اب وہ آپ کی مہرِ نبوت سے کھیلنے لگیں تو خالد نے اُن کو ڈانٹا، آپ نے روکا کہ کھیلنے دو۔

ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک سیاہ چادر آئی جس میں دونوں طرف آنچل

تھے آپ نے لوگوں سے کہا کہ یہ چادر کس کو دوں، لوگ چپ رہے آپ نے فرمایا خالد بن سعید کی لڑکی کو لاؤ، وہ آئیں تو آپ نے اُن کو پہنایا اور دو مرتبہ فرمایا پہننا اور پرانی کرنا، چادر میں جو بیل بوٹے تھے، آپ ان کو دکھا دکھا کر فرماتے "اُم خالد دیکھنا یہ کیسا اچھا ہے۔ یہ کیسا خوب صورت ہے۔"

ام قیس بنت محصن کہتی ہیں کہ میں اپنے بیٹے کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس نے ابھی کھانا شروع نہیں کیا تھا، آپ نے اس کو اپنی گود میں بٹھا لیا، اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، آپ نے پانی منگوایا اور اس جگہ پر ڈال دیا جہاں اس نے پیشاب کیا تھا۔

حضرت انس چھوٹے سے بچے تھے اور آپ ہی کی خدمت میں رہا کرتے تھے، آپ محبت سے اُن کو "اے دو کانوں والے" فرمایا کرتے۔

اُن کا بیان ہے کہ ایک روز آپ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا، میں نے کہا خدا کی قسم میں ہرگز نہ جاؤں گا، لیکن میرے دل میں یہ بات تھی کہ جس کام کو آپ نے فرمایا ہے اُسے ضرور کروں گا، میں وہاں سے چلا تو رستے میں بچے کھیلتے ہوئے

ل گئے میں بھی کھیل میں لگ گیا۔ اتنے میں کسی نے پیچھے سے میری گردن کو پکڑ لیا
دیکھا تو آپ ہنس رہے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ انس جاؤ جس کام کو میں نے کہا تھا'
میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جاتا ہوں۔

انھوں نے دس سال آپ کی خدمت کی، اُن کا بیان ہے کہ آپ نے
مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا۔

ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں بچپن میں انصار کے کھجور کے باغوں میں
چلا جاتا اور ڈھیلوں سے مار کر کھجوریں گراتا، ایک مرتبہ لوگ مجھ کو پکڑ کر آپ کی
خدمت میں لے گئے، آپ نے پوچھا، ڈھیلے کیوں مارتے ہو، میں نے کہا کھجوریں
کھانے کے لئے۔ فرمایا جو کھجوریں زمین پر ٹپکتی ہیں اُن کو اٹھا کر کھا لیا کرو۔ ڈھیلے
نہ مارا کرو۔ یہ کہہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی۔

حضرت عائشہ کی خدمت میں ایک عورت آئی، اس کے ساتھ دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں
بھی تھیں اس وقت اُن کے پاس کچھ نہ تھا، ایک کھجور زمین پر پڑی ہوئی تھی وہی اُٹھا کر دے
دی عورت نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کر کے اور دونوں لڑکیوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ جب ہمارے

رسول باہر سے تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے یہ قصہ سنایا، آپ نے فرمایا "جس کو خدا اولاد کی محبت میں ڈالے اور وہ اُن کا حق ادا کرے تو وہ دوزخ سے بچ جائے گا"

آپ فرماتے ہیں کہ میں نماز شروع کرتا ہوں، اور ارادہ ہوتا ہے کہ اس کو لمبی کروں گا کہ اتنے میں صف سے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی ہے، اور اس خیال سے مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔

جب کسی کے کوئی بچہ پیدا ہوتا تو صحابیات سب سے پہلے اس کو آپ کی خدمت میں پیش کرتیں، آپ بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے، اپنے منہ میں کھجور ڈال کر اس کے منہ میں ڈالتے اور اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے۔

ایک دفعہ ایک لڑائی میں چند بچے جھپیٹ میں آکر مارے گئے، آپ کو خبر ہوئی تو بہت ناراض ہوئے، ایک شخص نے کہا وہ تو کافروں کے بچے تھے، آپ نے فرمایا "خبردار ان بچوں کو قتل نہ کرو، بچوں کو قتل نہ کرو"

آپ کی عادت تھی کہ جب فصل کا نیا میوہ آپ کی خدمت میں پیش ہوتا تو حاضرین میں جو سب سے کم سن بچہ ہوتا، اُس کو دیتے۔

بچّوں کو چومتے اور پیار کرتے، ایک دفعہ اسی طرح آپ بچّوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آیا، اس نے کہا "تم لوگ بچّوں کو پیار کرتے ہو، میرے دس بچّے ہیں مگر آج تک میں نے کسی کو پیار نہیں کیا"، آپ نے فرمایا: "اللہ اگر تمھارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کروں"۔

جابر بن سمرا آپ کے دوست ہیں وہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہو کر آپ اپنے گھر کی طرف چلے، میں بھی ساتھ ہو لیا کہ ادھر سے چند اور لڑکے نکل آئے، آپ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔

جب آپ مکّے کو چھوڑ کر مدینے میں داخل ہو رہے تھے تو انصار کی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں خوشی سے دروازوں سے نکل نکل کر گیت گا رہی تھیں، آپ ان کے پاس سے گذرے تو فرمایا، لڑکیو! تم مجھے پیار کرتی ہو؟ سب نے کہا ہاں یا رسول اللہ فرمایا: "میں بھی تمھیں پیار کرتا ہوں۔"

حضرت انس کے چھوٹے بھائی کا نام ابو عمیر تھا، انھوں نے ایک ممولا پال رکھا تھا، اتفاق سے وہ مر گیا، ابو عمیر کو بہت رنج ہوا، آپ نے ان کو رنج میں دیکھا تو فرمایا: "اے ابا عمیر، تمھارا ممولا کیا ہوا؟"

ابو قتادہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ مسجد نبوی میں حاضر تھے کہ دفعتاً رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اپنی نواسی امامہ کو کندھے پر چڑھائے ہوئے تشریف لائے اور اسی حالت میں نماز پڑھی، جب رکوع میں جاتے تو اُن کو اتار دیتے، پھر جب کھڑے ہوتے تو چڑھا لیتے، اسی طرح پوری نماز ادا کی۔

حسن اور حسین سے آپ کو بہت محبت تھی، جب آپ حضرت فاطمہ کے گھر جاتے تو فرماتے کہ میرے بچوں کو لاؤ، وہ صاحبزادوں کو لاتیں، آپ اُن کو سونگھتے اور سینے سے لپٹاتے۔

ایک دفعہ آپ کہیں دعوت میں جا رہے تھے، امام حسین علیہ السلام راہ میں کھیل رہے تھے، آپ نے آگے بڑھ کر ہاتھ پھیلا دئے، وہ ہنستے ہوئے پاس آ آکر نکل جاتے تھے آخر آپ نے اُن کو پکڑ لیا، ایک ہاتھ اُن کی ٹھوڑی پر اور ایک سر پر رکھ کر سینے سے لپٹا لیا، پھر فرمایا کہ حسین میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔

آپ کے ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم بھی تھے وہ مدینے سے چار میل فاصلہ پر پرورش پاتے تھے، اُن کے دیکھنے کے لئے مدینے سے پاؤں پر چل کر جاتے گھر میں دھواں ہوتا رہتا تھا، گھر میں جاتے، بچے کو لیتے، اور منہ چومتے۔

نتیجہ

یہاں پر ہمارے رسول کی زندگی کے تمام حالات ختم ہو گئے، کیسا پیارا رسول تھا اور کیسے پیارے اس کے کام تھے۔ اس نے اپنی تمام زندگی نیک کاموں میں خرچ کر دی، وہ کیا کیا کرتے تھے۔

وہ شروع میں اپنی روزی تجارت کے ذریعے سے کماتے تھے، تم بھی تجارت ہی کو اپنا پیشہ بناؤ۔

اُن کی تمام زندگی قرآن اور اسلام کے پھیلانے میں گذر گئی، تم بھی اپنی زندگی ایسے ہی نیک کاموں میں لگا دو۔

انھوں نے دشمنوں سے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں، مگر کبھی اُن پر بددعا نہ کی اور جب اُن پر قابو پایا تو اُن کے گناہوں کو معاف کر دیا اور اُن پر اپنی رحمت کی بارش برسائی۔ تم بھی اپنے دشمنوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو۔

وہ لڑائی کے تمام کرتب جانتے تھے اور اعلیٰ درجے کے شہ سوار تھے تم بھی سپہ گری کا فن سیکھو، اور اپنے آپ کو مضبوط بناؤ۔

آپ علم کی بہت قدر کرتے تھے اور آپ کی تمام زندگی پڑھانے میں گذری تم خود علم سیکھو اور اپنے بھائیوں کو تعلیم دینے کی کوشش کرو۔

اپنے گھر کا کام آپ خود کیا کرتے تھے، تم بھی اپنے گھر کا کام کرنے میں شرم نہ کرو۔

آپ کی وفات کا وقت جب بالکل قریب تھا تو آپ نے فرمایا :۔"نماز نماز ، نماز کو کبھی نہ چھوڑو ، اور ہمیشہ پابندی کے ساتھ ادا کرو۔"

"اے بچو! اپنے دل میں اس رسول کی محبت پیدا کرو ، اس کی محبت یہی ہے کہ جس طرح اس نے اپنی زندگی گذاردی ، اسی طرح تم بھی اپنی زندگی گذار دو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے اور تم سب کو اپنے رسول پاک کی محبت دے۔ آمین۔